احکام قرآن خوانی

اہداء ثواب الخیرات

الی الاحیاء والاموات

تالیف

طارق انور مصباحی (کیرلا)

ناشر

مدینہ مسجد شانتی نگراڈپی: کرناٹک

احکام قرآن خوانی

اہداء ثواب الخیرات

الی الاحیاء والاموات

تالیف

طارق انور مصباحی (کیرلا)

ناشر

مدینہ مسجد شانتی نگراڈپی: کرناٹک

نام کتاب: اہداء ثواب الخیرات الی الاحیاء والاموات

(احکام قرآن خوانی)

مؤلف: طارق انور مصباحی

(کیرلا: انڈیا)

پروف ریڈنگ: مولانا حافظ شوکت علی رضوی

(سیتامڑھی: بہار)

ناشر: مدینہ مسجد شانتی نگر

(کولمبے، اڈپی: کرناٹک)

سن اشاعت: سال ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء

تعداد: ایک ہزار (۱۰۰۰)

فہرست مضامین

حامدًا و مبسملًا::ومصليًا و مسلمًا

کلمات آغاز

قرآن خوانی اور تعیین ایام کے مسئلہ پر شہر اڈپی (ساؤتھ کرناٹکا) کے علمائے اہل سنت و جماعت اور اغیار کے مابین ایک مجلس میں کچھ باہمی گفت وشنید ہوئی۔ اغیار کی جانب سے تحریری سوالنامہ آیا کہ قرآن خوانی کا ثواب اموات مسلمین کو ملتا ہے یا نہیں؟ تعیین ایام یعنی تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، سالانہ وغیرہا درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ مجتہدین کی روشنی میں جواب دیا جائے۔

شمالی کرناٹک کے علمائے اہل سنت خصوصًا فاضل جلیل حضرت علامہ حافظ شوکت علی رضوی خطیب مدینہ مسجد شانتی نگر (کولمبے: اڑپی)، عالم باعمل حضرت علامہ منیف عالم رضوی خطیب قدیم جامع مسجد ملارکاپ (اڈپی)، محبّ گرامی حضرت علامہ فضیلت حسین رضوی خطیب جامع مسجد احمدی محلّہ ملارکاپ (اڈپی) وغیرہم کے حکم کے مطابق یہ رسالہ ''اہداء ثواب الخیرات الی الاحیاء والاموات'' (احکام قرآن خوانی) انہی سوالات کے جواب میں تحریر کیا گیا۔

یہ رسالہ مقدمہ، خاتمہ اور تین ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول قرآن واحادیث کی روشنی میں اعمال صالحہ وقرآن خوانی کا ثواب اموات مسلمین کے نام ہدیہ کرنے کے ثبوت میں ہے۔ باب دوم میں مذاہب اربعہ یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی فقہا کی معتبر و مستند کتابوں سے اس کا جواز ثابت کیا گیا ہے۔ باب سوم میں تعیین ایام سے متعلق کچھ تفاصیل ہیں۔ تمام ابواب میں موقع بموقع وہابیہ کے معتمدین یعنی ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن کثیر، قاضی شوکانی، نواب صدیق حسن خاں بھوپالی وغیرہم کے اقوال بھی بطور شہادت پیش کیے گئے ہیں -

اس رسالے کی طباعت کا انتظام واہتمام حضرت علامہ حافظ شوکت علی رضوی نے فرمایا۔ اڈپی (کرناٹک) کے جن احباب نے اس رسالہ کی طباعت میں مالی تعاون کیا، ہم ان تمام کے بے حد شکر گذار ہیں۔ رب تعالیٰ انھیں دین ودنیا کی برکتوں سے مالا مال فرمائے: آمین

طارق انور مصباحی

۱۵/اپریل ۲۰۱۰ء

مقدمہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علٰی حبیبه العظیم و آله الکریم

خداوندقدوس نے اپنے آخری پیغمبر کو مکہ معظّمہ میں مبعوث فرمادیا۔ ہمارے رسول نبوت و رسالت کے خاتم اور قیامت تک کے لیے رسول و نبی بن کر جلوہ گر ہوئے۔ رب تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق مخلوقات کو جواعلیٰ درجاتی اوصاف وکمالات عطا فرمانا چاہتا تھا، وہ تمام محاسن و کمالات آں پیغمبراعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمادیا۔ اب کل کائنات میں کوئی ان سے فزوں تر ہو، یہ دائرۂ امکان سے خارج ہے، حدتو یہ ہے کہ کوئی ان کے مماثل ہو، یہ بھی محال ہے۔

مجاہدآزادی امام اہل سنت خاتم الفلاسفہ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی (۱۲۱۲ھ-۱۲۷۸ھ -۱۷۹۷ء-۱۸۶۱ء) نے اپنی مشہور روزگار کتاب ''امتناع النظیر'' میں حمد ودرود کے بعد ہی جملہ اول اس طرح نقش برقرطاس فرمایا۔

''حالا دعویٰ می کنم کہ شخصے کہ برابر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در کمالات باشد، ممتنع بالذات است''۔ (امتناع النظیر ص ۱)

ترجمہ: اب میں دعویٰ کرتا ہوں کہ ایسا شخص جو کمالات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر ہو، محال بالذات ہے۔

اسداللہ خاں غالب (۱۷۹۷ء-۱۸۶۹ء) نے علامہ خیرآبادی کے نظریہ امتناع النظیر کو قبول کرتے ہوئے حضور اقدس تاجدار عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گرامی میں کہا تھا:

منفرد اندر کمال ذاتی است لاجرم مثلش محال ذاتی است

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے کمالات میں بےمثل و بےنظیر ہیں۔ یقیناً آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مماثل محال ذاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا اپنے آخری رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب بیان فرمایا۔ایک آیت مقدسہ کا ایک جز منقوشہ ذیل ہے۔

﴿تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ -مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ﴾ (سورہ بقرہ: آیت ۲۵۳)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا،ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا،اورکوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔(کنزالایمان)

(۱) مذکورہ آیت مبارکہ کی تفسیر میں قاضی ناصرالدین شیرازی بیضاوی (م ۶۸۵ ھ) نے لکھا۔

﴿ورفع بعضهم درجٰت(بان فضله علٰی غيره من وجوه متعددة او بمراتب متباعدة وهو محمد صلى الله عليه وسلم فانه خصه بالدعوة العامة والحجج المتكاثرة والمعجزات المستمرة والاٰيات المتعاقبة بتعاقب الدهر والفضائل العلمية والعملية الفائتة للحصر والابهام لتفخيم شأنه كأنه العلم المتعين لهذا الوصف المستغنى عن التعيين﴾ (تفسیر البیضاوی ج ۱ ص ۵۴۹-دارالفکر بیروت)

ترجمہ: بعض رسول وہ ہیں ،جنہیں درجوں بلند فرمایا ،اس طرح کہ ان کو ان کے علاوہ پر متعدد طریقے سے یا اعلیٰ ترین مراتب کے ذریعہ فضیلت عطا فرمایا،اوروہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں،اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دعوت عامہ اور کثیر دلائل اوردائمی معجزات اور زمانہ کے پے درپے آنے کے سبب یکے بعد دیگرے آنے والی نشانیوں اور حصر وشمار سے باہر علمی وعملی فضائل کے ساتھ خاص فرمایا،اور ابہام (اسم مبارک کا ظاہر نہ فرمانا) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت شان کو ظاہر فرمانے کے لیے ہے،گویا کہ یہ (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے)علم متعین (خاص نام) کی طرح ہے،اس وصف کے سبب جو تعیین سے بے نیاز ہے۔

توضیح : یہ وصف عظیم وبے نظیر یعنی سب سے افضل واعلیٰ ہونا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے ،پس اس وصف کا ذکر گویا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص نام

مبارک (علم) کے ذکر کی طرح ہے، اس لیے اس وصف کو بیان کرنے کے بعد اسم مبارک کے ذکر سے بے نیازی ہوگئی۔ اس بلند رتبہ پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی فائز ہی نہیں، پس اسم مبارک کا ذکر نہ کرنا موصوف کے تعین وتشخص میں حارج نہ ہوگا۔

(۲) امام خازن علی بن محمد بغدادی شافعی (۶۷۸ھ-۷۴۱ھ) نے تحریر فرمایا۔

﴿ورفع بعضهم درجٰت (یعنی محمدًا صلی اللّٰہ علیه وسلم، رفع اللّٰہ منصبه و مرتبته علٰی کافة سائر الانبیاء بما فضله من الأیات البینات والمعجزات الباهرات فما اوتی نبی من الانبیاء آیة او معجزة الا اوتی نبینا محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم مثل ذلک وفضل محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم علٰی غیرہ من الانبیاء باٰیات ومعجزات اخر مثل انشقاق القمر باشارته وحنین الجذع الذی حن عند مفارقته وتسلیم الحجر والشجر علیه وکلام البهائم له شاهدة برسالته ونبع الماء من بین اصابعه وغیر ذلک من الأیات والمعجزات التی لا تحصی کثرة﴾ (تفسیر الخازن ج ا ص ۲۶۵- دارالفکر بیروت)

ترجمہ: بعض رسول وہ ہیں، جنہیں درجوں بلند فرمایا، یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درجہ اور رتبہ تمام انبیائے کرام پر بلند فرمایا، ان کے ذریعہ جن روشن آیات اور غالب معجزات کے ذریعہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فضیلت عطا فرمایا، پس جو کوئی نشانی یا معجزہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی نبی علیہ السلام کو عطا کیا گیا، اس کے مماثل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کے علاوہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت دی گئی دوسری نشانیوں اور معجزات کے ذریعہ، جیسے اشارہ سے چاند کا شق ہونا، اور استن حنانہ کا گریہ وزاری کرنا جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدائی کے وقت رویا، اور شجر وحجر کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کہنا، اور چوپایوں کا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کرنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیتے ہوئے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں کے درمیان

سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑنا ،اوران کے علاوہ نشانیاں اورمعجزات کہ کثرت کے سبب جن کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

ایسے عظیم رسول وپیغمبر گلستان آدم میں رونق افروز ہوئے۔خوش بختوں نے دامن کرم کو مضبوطی سے تھاما،اور کائنات انسانیت میں خاصان دربار الٰہی یعنی حضرات انبیاومرسلین علیٰ رسولنا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ تمام سے افضل واعلیٰ قرار پائے ۔ہاں،اسی عہد میں ، بلکہ انہیں کے ساتھ بعض وہ بھی تھے کہ کلمہ پڑھ کر بھی بہت ہی بدتر شمار کیے گئے ۔ارشاد الٰہی وارد ہوا۔

﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (سورہ نساء: آیت ۱۴۵)

ترجمہ: بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔(کنزالایمان)

یہ ایسے بدتر لوگ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مومن بھی تسلیم نہ فرمایا اورارشاد فرمایا۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِوَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ﴾

(سورہ بقرہ: آیت ۸)

ترجمہ: اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے ،اوروہ ایمان والے نہیں ۔

(کنزالایمان)

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے درجات ومرتب قرآن مجید،احادیث مقدسہ اورفقہا ومحدثین،اولیاومحققین کے کلام میں موجود ہے۔ایک حدیث درج ذیل ہے۔

(۱) حافظ ابن شاہین بغدادی (۲۹۷ھ-۳۸۵ھ) نے لکھا۔"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:اِنَّ اللّٰہَ اِخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلٰی جَمِیْعِ الْعٰلَمِیْنَ سِوَی النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ-وَاخْتَارَ لِیْ مِنْ اَصْحَابِیْ اَرْبَعَۃً فَجَعَلَھُمْ خَیْرَ اَصْحَابِیْ،وَفِیْ کُلِّ اَصْحَابِیْ خَیْرٌ-اَبُوْ بَکْرٍوَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ"

(الکتاب اللطیف ج اص ۲۱۰-مکتبۃ الغرباء الاثریہ)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کوحضرات انبیاومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ سارے جہاں پر فضیلت عطا فرمایا،اور میرے صحابہ

میں سے چار کو میرے لیے منتخب فرمایا تو انھیں میرے صحابہ میں سب سے افضل بنایا، اور میرے تمام صحابہ میں خیر وفضیلت ہے۔ (وہ چار) ابوبکر وعمر وعثمان وعلی ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

(۲) محدث شہیر ملا علی قاری مکی حنفی (۹۳۰ھ-۱۰۱۴ھ) نے تحریر فرمایا۔

﴿من القواعد المقررة ان العلماء والاولیاء من الامة لم یبلغ احد منهم مبلغ الصحابة الکبراء﴾ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج۱۵ص۳۷۰)

ترجمہ: ثابت شدہ قواعد میں سے ہے کہ امت کے علما واولیا میں سے کوئی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے رتبہ کو نہیں پہونچتے۔

اسی دربار اعظم سے وابستہ ہوکر کوئی عرش کی بلندیوں تک عروج پا گیا اور کوئی جہنم کی گہرائیوں میں جا گرا۔ ایسا اسی وقت ہوتا ہے، جب انسان حق کو پہچان کر بھی ناحق کو اپنائے۔ اہل باطل حق کو پہچانتے ہیں، لیکن باطل کی جانب لپکتے ہیں، جیسے ایک گنہ گار انسان جان بوجھ کر گناہ کرتا ہے۔ کبھی کسی مادی فائدہ، یا حسد ورقابت، یا قومی غیرت وحمیت، یا اسی قسم کے اسباب وعلل کی بنیاد پر لوگ باطل سے چمٹے رہتے ہیں۔ اب جسے آخرت کی بھلائیاں درکار ہوں، وہ حق کی طرف آئے۔ جو دنیا کا طلبگار ہے، اسے اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام کو قبول حق اور عمل برحق کی توفیق عطا فرمائے: آمین یا ربنا آمین

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ - فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا﴾** (سورہ کہف: آیت ۲۹)

ترجمہ: اور فرمادو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے، ایمان لائے، اور جو چاہے، کفر کرے، بے شک ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے۔ (کنز الایمان)

فالحمد للّٰه الذی هدانا الی الصراط المستقیم وعلٰی رسوله وآله الصلٰوة والتسلیم

☆☆☆☆☆

باب اول

سلفیوں کا متضاد اجتہاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم::الحمد للہ الغفور العلیم

والصلوٰۃ والسلام والبرکات علیٰ رسولہ الکریم::وآلہ العظیم

قرآن خوانی، ایصال ثواب، فاتحہ ونیاز، تعیین ایام اور اہل سنت وجماعت کے معمولات و مراسم پر دیابنہ اور وہابیہ ہمیشہ قیل وقال کرتے رہے ہیں۔قرآن خوانی کی بحث کا آغاز کرنے سے قبل سلفیوں کے مجتہد اعظم عبدالعزیز بن عبداللہ بن الباز (۱۹۱۲ء-۱۹۹۹ء) کی متضاد تحریریں پڑھیے اور ائمہ مجتہدین سے برگشتگی کا انجام دیکھیے۔

(۱)ایک جگہ ابن باز نے لکھا﴿اَمَّا الصَّلٰوۃُ عَنْھُمْ وَالطَّوَافُ عَنْھُمْ وَالْقِرَأْ ۃُ لَھُمْ فَالْاَفْضَلُ تَرْکُہُ لِعَدَمِ الدَّلِیْلِ عَلَیْہِ-وَقَدْ اَجَازَ ذٰلِکَ بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ قِیَاسًا عَلَی الصَّدَقَۃِ وَالدُّعَاءِ وَ الْاَحْوَطُ تَرْکُ ذٰلِکَ﴾

(مجموع فتاویٰ عبدالعزیز بن الباز ج ۲ص ۷۷۳:دارالوطن ریاض)

ترجمہ:لیکن مردوں کی جانب سے نماز پڑھنا اور ان کی طرف سے طواف کرنا اور ان کے لیے قرآن خوانی کرنا پس اس کا ترک کرنا افضل ہے اس پر دلیل نہ ہونے کی وجہ سے،اور بعض اہل علم نے صدقہ اور دعا پر قیاس کرتے ہوئے اسے جائز قرار دیا ہے،اور اس کا ترک کرنا زیادہ محتاط طریقہ ہے۔

(۲)ابن باز نے اگلے صفحہ میں لکھا﴿اما اھداء الفاتحۃ اوغیرھا من القرآن الی الاموات فلیس علیہ دلیل فالواجب ترکہ﴾

(مجموع فتاویٰ عبدالعزیزابن الباز ج ۲ص ۷۷۴-دارالوطن ریاض)

ترجمہ:لیکن سورہ فاتحہ یا اس کے علاوہ آیات قرآنی کا ثواب مردوں کو بخشنا تو اس پر کوئی دلیل

نہیں ہے، پس اس کا ترک واجب ہے۔

توضیح: ایک بار ابن باز نے لکھا کہ مرحومین کی جانب سے نماز، طواف وقرآن خوانی کا ترک افضل واحوط ہے، یعنی جائز ہے، مگر ترک افضل ہے، کیونکہ ناجائز کا ترک افضل نہیں، بلکہ واجب ہوتا ہے، صفحہ بدلتے ہی لکھا ہوا ہے۔ مرحومین کے لیے قرآن خوانی کا ترک واجب ہے، یعنی یہ ناجائز ہے، کیونکہ کسی جائز کا ترک واجب نہیں ہوتا، بلکہ ناجائز کا ترک واجب ہوتا ہے۔

اس مجتہد اعظم کی مذکورہ بالا دونوں تحریروں میں سے ایک عبارت جواز اور دوسری عبارت عدم جواز کو بتا رہی ہے۔ صفحہ بدلتے ہی اجتہاد بدل گیا۔ سلفیوں کا ہر ایک فرد خود کو مجتہد سمجھتا ہے اور قرآن فہمی اور حدیث دانی کا دعویدار ہے۔ اس کا نتیجہ آپ نے دیکھ لیا۔

(۳) امام الوہابیہ ابن تیمیہ حرانی (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) کے شاگرد ابن قیم جوزیہ (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ) نے آیت قرآنیہ ﴿لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ (سورہ واقعہ: آیت ۷۹) کے ذیل میں لکھا۔

﴿دلت الآية باشارتها وايمائها علٰى انه لايدرک معانيه ولايفهمه الا القلوب الطاهرة وحرام على المتلوث بنجاسة البدع والمخالفات ان ينال معانيه وان يفهمه كما ينبغي﴾ (التبیان فی اقسام القرآن ج ۱ص ۴۰۹: مطبوعہ مؤسسہ سعدیہ ریاض)

ترجمہ: آیت کریمہ نے اشارۃً دلالت کیا کہ قرآن کے معانی کا ادراک اور اس کی فہم صرف پاکیزہ قلوب کو میسر ہوگی، اور بدعات واختلافات کی نجاست سے آلودہ قلب کے لیے اس کے معانی کو پانا اور اس کو کما حقہ سمجھنا محال ہے۔

(۴) حدیث نبوی میں ہے ﴿يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ﴾ (صحیح بخاری ج ۲ص ۱۰۲۴- سنن ابی داؤد ص ۶۵۶ - سنن نسائی ج ۱ص ۲۷۷- مؤطا امام مالک ص ۱۰۸- دار الکتاب العربی بیروت- سنن ابن ماجہ ص ۱۵- مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۰۸)

ترجمہ: گمراہ لوگ قرآن پڑھیں گے، لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔

توضیح: اس حدیث مبارک کا بھی مفہوم یہی ہے کہ وہ قرآن سمجھ نہیں سکیں گے۔ ایصال ثواب سے متعلق بے شمار احادیث وآثار صحاح ستہ ودیگر کتب احادیث میں موجود ہیں۔ اختصار کا لحاظ

کرتے ہوئے اس رسالے میں چند احادیث لکھی گئی ہیں، اور عوام الناس کے لیے عربی عبارات کے اردو تراجم بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔

یہ رسالہ اہل سنت و جماعت اور سلفی ومودودی اور دیوبندی وغیرہم کے لیے بھی یکساں مفید ہے۔ دین وشریعت کے واضح مسائل میں بلاضرورت بحث ومباحثہ کرنا اور عوام الناس کو شک و شبہ میں مبتلا کرنا مناسب نہیں ہے۔ امت مسلمہ خیر القرون سے جس راہ پر گامزن ہے، وہی صراط مستقیم ہے۔ امت محمدیہ حضرت محمد بن عبد اللہ مکی و مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتی ہے۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی (۱۱۱۵ھ-۱۲۰۶ھ) سے ہمارا کوئی سروکار نہیں۔

(۵) اموات مسلمین کی جانب سے صدقہ بالا جماع جائز ہے، اور ہر عمل خیر صدقہ ہے، اس لیے ہر عمل خیر کا ایصال ثواب جائز ہوگا۔

﴿عَنْ جَابِرٍ وَحُذَيْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ﴾ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۷- صحیح البخاری ج ۲ ص ۸۹۰- صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۲۴- جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۸)

ترجمہ: حضور اقدس سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر نیک کام صدقہ ہے۔

توضیح: صحیح بخاری جلد اول (ص ۱۹۴)، صحیح مسلم جلد اول (ص ۳۲۴) اور مشکوٰۃ المصابیح باب فضل الصدقہ (ص ۱۶۷، ۱۶۸) میں اس مضمون سے متعلق بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

(۶) ﴿عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَ يَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ قَالَ: اَ وَ لَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُوْنَ بِهٖ-اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ-الحديث﴾ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۲۴)

ترجمہ: غریب صحابہ کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! سارا اجر تو مالدار مومنین لے گئے۔ وہ ہماری طرح نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے اور وہ اپنے زائد مال صدقہ کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رب تعالیٰ نے تمہارے لیے بھی کچھ چیزیں بنایا ہے جسے تم صدقہ کر سکتے ہو۔ ہر تسبیح و تکبیر اور ہر تحمید و تہلیل اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر صدقہ ہے۔

(۵) امام ابو عبد اللہ قرطبی اندلسی مالکی (م ۶۷۱ھ) نے تحریر فرمایا۔

﴿اصل هذا الباب الصدقة التی لا اختلاف فیها فکما یصل للمیت ثوابها فکذلک تصل قرأة القرآن والدعاء والاستغفار اذ کل ذلک صدقة– فان الصدقة لا تختص بالمال﴾ (التذکرة فی احوال الموتیٰ وامور الآخرة ص ۷۵)

ترجمہ: ایصال ثواب کے باب میں اصل صدقہ ہے، جس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے تو میت کو جس طرح صدقہ کا ثواب ملتا ہے، اسی طرح قرآن خوانی اور دعا و استغفار کا ثواب ملتا ہے ، اس لیے کہ یہ سب صدقہ ہے، کیونکہ صدقہ مال کے ساتھ خاص نہیں۔

اعمال صالحہ کا ثواب دوسروں کو ملنا

سید السادات علی الاطلاق، افضل الخلائق بالاتفاق، خلیفۃ اللہ فی السمٰوات والارضین، خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا وسندنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے طفیل خدا جانے کتنے مومنین بلا حساب و کتاب جنت جائیں گے۔ نہ جانے کتنے مومنین کے درجات بلند ہوں گے۔ بے شمار گناہ گاروں کو عذاب جہنم سے نجات ملے گی، بلکہ جب محشر میں نفسی نفسی کا عالم ہوگا تو نہ کسی کا عمل صالح کام آئے گا، نہ ہی کوئی اہل قرابت و محبت۔ اس وقت صرف اور صرف اور صرف حضرت حبیب معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کام آئے گی۔

(۱) کفار و مشرکین نے بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی کے نظارے دیکھے۔ انہوں نے رب تعالیٰ سے عذاب طلب کیا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تک میرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں جلوہ افروز ہیں، ان کے وجود مسعود کی برکتوں سے عذاب نہ آئے گا۔

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾ (سورہ انفال: آیت ۳۳)

ترجمہ: اوراللہ کا کام نہیں کہ انھیں عذاب کرے، جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

(کنزالایمان)

(۲) صالحین کے اعمال حسنہ کی برکتیں غیروں تک پہونچتی ہیں۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَابِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ مَا اَلَتْنٰهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ﴾ (سورہ طور: آیت ۲۱)

ترجمہ: اور جو ایمان لائے، اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی، ہم نے ان کی اولاد ان سے ملادی، اور ان کے عمل میں انھیں کچھ کمی نہ دی۔ (کنزالایمان)

ترجمہ: مومنین صالحین کو رب تعالیٰ جنت میں بلند درجات عطا فرمائے گا اور ان کے طفیل ان کی مومن اولاد کو بھی وہی مرتبہ عطا ہوگا، گرچہ اولاد کے اعمال والدین کے برابر نہ ہوں۔

(۳) قرآن پر عمل کرنے والے حافظ قرآن کے والدین کو یوم قیامت تاج پہنایا جائے گا۔

﴿عَنْ مُعَاذِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ، اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ - ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ - فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا﴾

(مسند احمد - سنن ابی داؤد ص ۲۰۵ - مشکوۃ المصابیح ص ۱۸۶)

ترجمہ: حضرت معاذ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے، اس پر عمل کیا تو اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا، اس کی روشنی دنیا کے گھروں میں سورج کی روشنی سے زیادہ ہوگی، اگر وہ سورج تمہارے گھروں میں ہو تو اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، جو اس پر عمل کرے۔

(۴) جب تک روئے زمین پر ذکر الٰہی ہوتا رہے گا، قیامت نہیں آئے گی۔ جب کوئی بھی ذکر الٰہی کرنے والا، یعنی اللہ، اللہ کہنے والا نہ ہوگا، تب قیامت آئے گی۔

﴿عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا

﴿يُقَالَ فِي الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ﴾ (صحیح مسلم ج ا ص ۸۴-مشکوۃ المصابیح ص ۴۸۰)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ زمین میں ''اللہ اللہ'' نہ کہا جائے۔

(۵) جب عالم و متعلم کا کسی بستی سے گذر ہوتا ہے تو رب تعالیٰ اس بستی کے اہل قبرستان سے چالیس دنوں کے لیے عذاب دور فرما دیتا ہے۔

﴿قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِنَّ الْعَالِمَ وَالْمُتَعَلِّمَ اِذَا مَرَّا عَلٰى قَرْيَةٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ الْعَذَابَ عَنْ مَقْبَرَةِ تِلْكَ الْقَرْيَةِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا﴾ (شرح العقائد النسفیہ ص ۱۷۲)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب عالم و متعلم کا کسی گاؤں سے گذر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس گاؤں کے قبرستان سے چالیس دن تک عذاب اٹھا لیتا ہے۔

توضیح: جب ایک صالح و متقی کے اعمال حسنہ کے فوائد و برکات بلا ہدیہ کیے دوسروں تک پہونچتے ہیں تو اسی طرح اگر کوئی مومن اپنے کسی عمل خیر کا ثواب دوسرے زندہ یا مردہ مومن کو بخش دے تو بفضل الٰہی اسے اس کا ثواب ملے گا، خواہ یہ بدنی عبادت ہو یا مالی، فرائض ہوں یا نوافل، تمام اعمال صالحہ کا ثواب دوسرے مسلمانوں کو ہدیہ کیا جا سکتا ہے۔ قرآن و احادیث میں ایک مومن کے دیگر مومنین کے لیے دعائے مغفرت کرنے کا تذکرہ بکثرت موجود ہے، اور اعمال حسنہ کا ثواب انہیں بخشنا ان کی مغفرت و ترقی درجات کا مقبول ذریعہ ہے۔

اعمال بد کے اثرات بد

(۱) جس طرح اعمال حسنہ کے اثرات و برکات سے اغیار بھی فیضیاب ہوتے ہیں۔ اسی طرح اعمال بد کی نحوستیں اور شامتیں بھی دوسروں تک پہونچتی ہیں۔ برائیوں سے لوگوں کو روکنا ضروری ہے۔ اگر نہی عن المنکر نہ کیا جائے تو نیک و بد سب پر عذاب آتا ہے، جیسا کہ رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّاتُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

الْعِقَابِ﴾(سورہ انفال: آیت ۲۵)

ترجمہ: اوراس فتنہ سے ڈرتے رہو، جو ہرگز تم میں خالص ظالموں ہی کو نہ پہنچے گا، اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔(کنز الایمان)

(۲) بنی اسرائیل کی بعض قوموں کے نیک وبدسب پر حضرت داؤد وعیسیٰ علیہما السلام کی زبانی لعنت آئی۔رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

﴿كَانُوْا لَايَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ،لَبِئْسَ مَاكَانُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾(سورہ مائدہ: آیت ۷۹)

ترجمہ: آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ،ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے۔(کنز الایمان)

(۳)﴿عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ فِي الْمَعَاصِيْ نَهَتْهُمْ عُلَمَائُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا فَجَالَسُوْهُمْ فِيْ مَجَالِسِهِمْ وَاٰكَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَلَعَنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ–الحديث﴾

(جامع الترمذی ج۲ص ۱۳۵-سنن ابی داؤد ص ۵۹۶-مشکوٰۃ المصابیح ۴۳۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور اقدس سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب قوم بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئی تو ان کے علما نے انہیں منع کیا تو وہ قوم باز نہ آئی، پس ان کے علما ان کے ساتھ نشست و برخاست اور خورد ونوش کیا ،پس اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کے دلوں کو بعض سے متأثر کر دیا، پھر رب تعالیٰ نے حضرت داؤد وعیسیٰ علیٰ رسولنا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کی زبانی ان پر لعنت فرمائی، یہ سب ان کی نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنے کی وجہ سے ہوا۔

توضیح: اس سے متعلق متعدد احادیث مشکوٰۃ المصابیح (ص ۴۳۶ تا ۴۳۸) میں مندرج ہیں۔

مغفرت وبخشش کی دعائیں

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو دعا کا حکم فرمایا ہے۔دعا کرنے سے رب تعالیٰ خوش ہوتا ہے کہ بندہ

نے اسے اپنا خالق ومالک اعتقاد کر کے کچھ طلب کیا ہے۔ دعا بھی عبادت ہے، بلکہ حدیث نبوی میں اسے افضل عبادت اور عبادت کی اصل بتایا گیا۔احادیث مبارکہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)﴿اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ دُعَاءٌ﴾(المستدرک ج۱ص۴۹۱)

ترجمہ: دعا افضل عبادت ہے۔

(۲)﴿ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ﴾(جامع الترمذی ج۲ص۱۷۵-مشکوٰۃ المصابیح ص۱۹۴)

ترجمہ: دعا عبادت کا مغز ہے۔

(۳)جب کسی بندے کے لیے دعا کی جاتی ہے تو اسے اس کا اجر وثواب ملتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ترغیب فرمائی کی کہ اہل ایمان کے لیے دعائے مغفرت کریں۔ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾(سورہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: آت ۱۹)

ترجمہ: اور اے محبوب !اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔(کنزالایمان)

توضیح: تفسیر کبیر (ج۲۸ص۵۳)،تفسیر السراج المنیر (ج۴ص۲۹)،حاشیۃ الجمل (ج۴ ص۱۴۹)وتفسیر الصاوی (ج۴ص ۸۵) میں ہے کہ یہاں اہل بیت اور مومنین کے لیے طلب مغفرت مراد ہے،یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اہل بیت اور مومنین ومومنات کے لیے دعائے مغفرت کریں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام وملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہوتے ہیں،ان سے گناہ صادر نہیں ہوتا۔حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اپنے لیے دعائے مغفرت کرنا محض تعلیم امت کے لیے ہوتا ہے۔

(۴) قاضی ابن عطیہ اندلسی (م۵۴۶ھ) نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا﴿واجب علی مؤمن ان یستغفر للمؤمنین والمؤمنات فانہا صدقة﴾(المحرر الوجیز ج۱۵ص۶۵)

ترجمہ: ایک مومن پر لازم ہے کہ مومنین ومومنات کے لیے دعائے مغفرت کرے، کیونکہ یہ دعائے مغفرت صدقہ ہے۔

(۵) قرآن میں ہے کہ اگر مومن سے گناہ ہوجائے تو بارگاہ نبوی میں آکر رب تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے،اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی دعائے مغفرت فرمائیں تو رب تعالیٰ مغفرت فرمادے گا۔

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (سورہ نساء: آیت ۶۴)

ترجمہ: اوراگر جب وہ اپنی جانوں پرظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے ،تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔(کنزالایمان)

(۶) جوصحابی بوجہ ضرورت آپ کی مجلس سے رخصت چاہے تو آپ انہیں اجازت عطا فرمادیں، اوران سب کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔

﴿فَأْذَنْ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ﴾ (سورہ نور: آیت ۶۲)

ترجمہ: توان میں سے جسے تم چاہو، اجازت دے دو، اوران کے لیے اللہ سے معافی مانگو۔

(کنزالایمان)

دعائے حضرت نوح علیہ السلام

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾

(سورہ نوح: آیت ۲۸)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے بخش دے،اور میرے ماں باپ کو،اوراسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے،اورسب مسلمان مردوں اورسب مسلمان عورتوں کو۔(کنزالایمان)

دعائے حضرت ابراہیم علیہ السلام

﴿رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾ (سورہ ابراہیم: آیت ۴۱)

ترجمہ: اے ہمارے رب! مجھے بخش دے،اور میرے ماں باپ کواور سب مسلمانوں کوجس دن

حساب قائم ہوگا۔ (کنزالایمان)

دعائے حضرت یعقوب علیہ السلام

﴿قَالُوْا يٰاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ–قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ (سورہ یوسف: آیت ۹۷، ۹۸)

ترجمہ: بولے، اے ہمارے باپ! ہمارے گناہوں کی معافی مانگئے، بے شک ہم خطاوار ہیں۔ کہا: جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا، بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

دعائے ملائکہ علیہم السلام

﴿وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ﴾

(سورہ شوریٰ: آیت ۵)

ترجمہ: اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے، اور زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں۔ (کنزالایمان)

دعائے حاملین عرش علیہم السلام

﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (سورہ مومن: آیت ۷)

ترجمہ: وہ جو عرش اٹھاتے ہیں، اور جو اس کے گرد ہیں، اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے، اور اس پر ایمان لاتے، اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ (کنزالایمان)

دعائے مؤمنین

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ (سورہ حشر: آیت ۱۰)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے، اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

(کنزالایمان)

دعائے مغفرت اور اقوال وہابیہ

(۱) غیر مقلدین کے مجتہد مطلق نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (۱۲۴۸ھ-۱۳۰۷ھ) نے لکھا۔

﴿اجمع العلماء علی ان الدعاء للاموات ینفعهم ویصلهم ثوابه﴾

(نزل الابرار ص۲۹۲)

ترجمہ: اس پر علما کا اجماع ہے کہ دعا مردوں کو فائدہ دیتی ہے، اور انھیں اس کا ثواب پہنچتا ہے۔

(۲) ابن تیمیہ نے لکھا﴿فقد ذکر استغفار الرسل للمؤمنین امرًا بذلک واخبارًا عنهم بذلک ومن السنن المتواترة التی من جحدها کفر، صلٰوة المسلمین علی المیت ودعائهم له فی الصلٰوة وکذلک شفاعة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یوم القیامة–فان السنن فیها متواترة، بل لم ینکر شفاعته صلی اللّٰه علیه وسلم لاهل الکبائر الا اهل البدع–بل قد ثبت انه یشفع لاهل الکبائر–و شفاعته دعائه وسواله اللّٰه تبارک وتعالٰی–فهذا وامثاله من القرآن والسنن المتواترة وجاحد مثل ذلک کافر بعد قیام الحجة علیه–والاحادیث الصحیحة فی هذا الباب کثیرة﴾ (مجموعۃ الفتاویٰ ج۲۴ ص۱۷۰)

ترجمہ: قرآن مجید میں مومنین کے لیے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعائے مغفرت کا ذکر ہوا، اس کا حکم دیتے ہوئے اور انبیائے کرام کی جانب سے اس کی خبر دیتے ہوئے، اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ جس نے ان احادیث متواترہ کا انکار کیا، وہ کفر کیا، مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھنا اور مردہ کے لیے نماز میں دعا کرنا اور اسی طرح قیامت کے دن حضور اقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شفاعت فرمانا، اس لیے کہ احادیث اس بارے میں متواتر ہیں، بلکہ اہل کبائر کے لیے شفاعت کا انکار بدعتیوں کے علاوہ کسی نے نہ کیا، بلکہ یقیناً ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل کبائر کی شفاعت فرمائیں گے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رب تعالیٰ سے دعا فرمانا اور مغفرت کا سوال کرنا ہے، پس یہ استغفار

اوراسی طرح کے اعمال،قرآن اور سنت متواترہ سے ثابت ہیں اوراس پر دلیل قائم ہوجانے کے بعداس طرح کے مسائل کا انکار کرنے والا کافر ہے،اور صحیح احادیث اس بارے میں بہت زیادہ ہیں۔

توضیح: اس کے بعدابن تیمیہ نے احادیث سے ثابت کیا کہ مرحومین کوعبادت بدنیہ اور مالیہ کا ثواب پہونچتا ہے، نیز رب تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے وقت جنت سے مینڈھا بھیجا اور انھیں اس آزمائش سے نجات عطافرمایا۔قرآن مجید میں ہے۔

﴿وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ﴾ (سورہ صافات: آیت ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے صدقہ میں دے کر اسے بچالیا۔(کنزالایمان)

اختیار اسباب

رب تعالیٰ قادر مطلق ہے۔چاہے تو گنہ گاروں کو اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادے اور ایسا بھی کرتا ہے، نیز سنت الٰہیہ جاری ہے کہ کسی سبب سے مغفرت عطافرماتا ہے۔مغفرت کے ان اسباب میں سے ایک صدقہ بھی ہے۔حدیث مبارک میں ہے کہ جو غلام آزاد کرے، رب تعالیٰ اسے جہنم سے آزاد فرمادے گا، اور جس کی طرف سے غلام آزاد کیا جائے، وہ بھی عذاب سے مامون ومحفوظ ہوجائے گا۔

(۱)﴿عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْ جَهٗ بِفَرْجِهٖ﴾

(مشکوۃ المصابیح ص۲۹۳-صحیح مسلم ج۱ص ۴۹۵-صحیح بخاری ج۱ص۳۴۲،سنن ابن ماجہ ص۱۸۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کوئی مسلم غلام آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ غلام کے ہر عضو کے بدلے جہنم سے اس کا وہ عضو آزاد فرمادے گا، یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کو غلام کی شرمگاہ کے عوض۔

(۲)﴿ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ

صَاحِبٍ لَنَا اَوْجَبَ یَعْنِیْ النَّارَ بِالْقَتْلِ فَقَالَ:اَعْتِقُوْا عَنْہُ،یُعْتِقِ اللّٰہُ بِکُلِّ عُضْوٍ مِنْہُ عُضْوًا مِنْہُ مِنَ النَّارِ﴾ (سنن ابی داؤد ص۵۵۲-سنن نسائی -مشکوۃ المصابیح ص۲۹۴)

ترجمہ:حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ،اپنے ایک دوست کے بارے میں جس قتل کی وجہ سے جہنم واجب کرلیا تھا،پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ اس کی جانب سے غلام آزاد کرو،اللہ تعالیٰ غلام کے ہر عضو کے بدلے اس کے ایک عضوکو جہنم سے آزادفرمادے گا۔

(۳)ہر مومن نماز میں والدین،آل واولاد اور تمام زندہ و مردہ مومنین و مومنات کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے،تاکہ اللہ تعالیٰ انھیں مغفرت عطافرمائے۔

﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّکَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن﴾

ترجمہ: یااللہ! تو مجھے بخش دے،اور میرے والدین کواور میری اولادکواور تمام مومن مردوں اور عورتوں کواور مسلم مردوں اور عورتوں کو،ان میں سے زندوں اور مردوں کو، بے شک تو اپنی رحمت سے دعاؤں کوقبول فرمانے والا ہے،اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والا رب۔

عبادات بدنیہ

بندۂ مومن اپنی عبادتوں کا ثواب دوسروں کوتحفہ وہدیہ کے طور پر پیش کرسکتا ہے، جسے عرف عام میں ایصال ثواب کہا جاتا ہے۔اگر دینی معززین کی بارگاہ میں ثواب پیش کیا جائے تو اسے ’’نذرونیاز‘‘ کہتے ہیں۔اس کارواج عہدرسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔ احادیث مبارکہ کی روشنی میں تفاصیل مندرجہ ذیل ہیں۔

نماز کا ثواب

(۱)﴿اَخْرَجَ اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِمَا مَعَ صَلَاتِکَ وَاَنْ تَصُوْمَ عَنْهُمَا مَعَ صِيَامِکَ وَاَنْ تَتَصَدَّقَ عَنْهُمَا مَعَ صَدَقَتِکَ﴾

(شرح الصدور للسیوطی ص۱۲۹-مجموعۃ الفتاویٰ لابن تیمیہ ج۲۴ص۱۷۱بحوالہ سنن دارقطنی)

ترجمہ:حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ(والدین کے ساتھ)حسن سلوک کے بعد حسن سلوک یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے نماز پڑھو،اوراپنے روزہ کے ساتھ ان کے لیے روزہ رکھو،اوراپنے صدقہ کے ساتھ ان کے لیے صدقہ دو۔

توضیح:اس حدیث کا ابتدائی حصہ ابن تیمیہ نے بحوالہ سنن دارقطنی اس طرح لکھا۔

﴿اِنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ لِیْ اَبَوَانِ وَكُنْتُ اَبِرُّهُمَا حَالَ حَيَاتِهِمَا فَكَيْفَ بِالْبِرِّ بَعْدَ مَوْتِهِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اِنَّ مِنَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّیَ لَهُمَا مَعَ صَلَاتِکَ-الحديث﴾

(مجموعۃ الفتاویٰ لابن تیمیہ ج۲۴ ص۱۷۱،بحوالہ سنن دارقطنی)

ترجمہ:ایک آدمی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو اس نے عرض کیا۔یا رسول اللہ!(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)میرے والدین تھے،اور میں ان کی زندگی میں ان دونوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا تو ان دونوں کی وفات کے بعد کیسے حسن سلوک ہو؟پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ حسن سلوک میں سے یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان دونوں کے لیے نماز پڑھو۔(آخر حدیث تک)

اسی حدیث کوامام مسلم نے اس طرح روایت کیا﴿اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّيَ لِاَبَوَيْکَ مَعَ صَلَاتِکَ وَتَصُوْمَ لَهُمَامَعَ صَوْمِکَ﴾(صحیح مسلم ج۱ص۱۲)

ترجمہ:(والدین کے ساتھ)حسن سلوک کے بعد حسن سلوک یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے نماز پڑھو،اوراپنے روزہ کے ساتھ ان کے لیے روزہ رکھو۔

(۲)﴿اَمَرَ اِبْنُ عُمَرَ اِمْرَأَةً جَعَلَتْ اُمُّهَا عَلٰی نَفْسِهَاصَلٰوةً بِقُبَاءَ فَقَالَ صَلِّیْ عَنْهَا وَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهٗ﴾(صحیح البخاری ج۲ص۹۹۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس عورت کو حکم دیا جس کی ماں قبا میں نماز پڑھنے کی نذر مانی تھی۔ انہوں نے فرمایا۔ تم اس (ماں) کی جانب سے نماز ادا کرو، اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایسا ہی فرمایا۔

(۳)﴿عَنْ صَالِحِ بْنِ دِرْهَمٍ يَقُوْلُ: اِنْطَلَقْنَا حَاجِّيْنَ فَإِذَا رَجُل، فَقَالَ لَنَا – اِلٰى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا الْأُبُلَّةُ – قُلْنَا نَعَمْ – قَالَ مَنْ يَضْمَنُ لِيْ مِنْكُمْ اَنْ يُصَلِّيَ لِيْ فِي مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ اَوْ اَرْبَعًا – وَ يَقُوْلُ هٰذِهٖ لِأَبِيْ هُرَيْرَةَ – سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ لَايَقُوْمُ مَعَ شُهَدَاءَ الْبَدْرِ غَيْرُهُمْ﴾

(سنن ابی داؤد ص ۵۹۲ - مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۶۸)

ترجمہ: حضرت صالح بن درہم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حج کو گئے تو ایک آدمی (ابو ہریرہ) ملے، پس انہوں نے ہم سے کہا، تمہارے قریب ایک گاؤں ہے جسے ''اُبلہ'' کہا جاتا ہے؟ ہم نے کہا، ہاں۔ انہوں نے فرمایا کہ تم میں سے کون میرے لیے ذمہ داری قبول کرتا ہے کہ وہ میرے لیے مسجد عشار میں دو یا چار رکعت نماز پڑھے، اور کہے کہ یہ ابو ہریرہ کے لیے ہے۔ میں نے حضرت سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ رب تعالیٰ یوم قیامت مسجد عشار سے ایسے شہدا کو اٹھائے گا کہ شہدائے بدر کے ساتھ ان کے علاوہ کوئی کھڑا نہ ہوگا۔

توضیح: یہ مسجد عشار بصرہ کے قریب ''ابلہ'' نامی آبادی میں نہر فرات سے قریب ہے۔

روزہ کا ثواب

(۱)﴿عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ، صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ﴾ (صحیح البخاری ج ۱ ص ۲۶۲ - صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۶۲ - مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۸)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی موت ہوگئی، اور اس پر روزہ تھا تو اس کی جانب سے اس کا ولی روزہ رکھے۔

(۲)﴿عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! اِنَّ اُمِّیْ مَاتَتْ وَعَلَیْہَا صَوْمُ شَہْرٍ فَأَقْضِیْہِ عَنْہَا؟ قَالَ: نَعَمْ فَدَیْنُ اللّٰہِ اَحَقُّ اَنْ یُقْضٰی﴾

(صحیح بخاری ج۱ص۲۶۲-صحیح مسلم ج۱ص۳۶۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔انہوں نے بیان کیا کہ ایک آدمی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو اس نے عرض کیا۔یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میری ماں وفات پا گئیں،اوراس پرایک مہینے کا روزہ ہے تو کیا میں اس کی جانب سے اسے ادا کردوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا۔ہاں،اللہ کا قرض ادا کیے جانے کا زیادہ مستحق ہے۔

(۳)﴿عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَائَتْ اِمْرَأَۃٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَت: اِنَّ أُخْتِیْ مَاتَتْ وَعَلَیْہَا صَوْمُ شَہْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ،قَالَ: اَ رَأَیْتِ لَوْ کَانَ عَلٰی اُخْتِکِ دَیْنٌ اَ کُنْتِ تَقْضِیْنَہٗ؟ قَالَتْ: نَعَمْ-قَالَ: فَحَقُّ اللّٰہِ اَحَقُّ﴾ (جامع الترمذی باالصوم عن المیت-سنن ابن ماجہ باب من مات وعلیہ صیام من نذر)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ ایک عورت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئی،اور بولی کہ میری بہن کا انتقال ہوگیا اوراس پر دو مسلسل مہینے کا روزہ ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔کیا اگرتمہاری بہن پرقرض ہوتا تو تم اسے ادا کرتی تھی؟اس نے کہا: ہاں۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: پس اللہ تعالیٰ کا حق (ادائیگی کا) زیادہ مستحق ہے۔

توضیح: نمازاورروزہ خالص بدنی عبادت ہے۔اس میں نیابت جاری نہیں ہوتی یعنی کوئی مسلمان، دوسرے مسلمان کی جانب سے نماز یا روزہ ادانہیں کرسکتا۔ مذکورہ بالا احادیث کا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ جس کی جانب سے نمازاورروزہ ادا کیے گئے،اس کواس نمازیاروزہ کا ثواب ملے گا۔اگرکسی میت پرنمازیاروزہ قضا ہے تو اس کی جانب سے فدیہ ادا کیا جائے گا۔ ہر

نماز اور ہر روزہ کے بدلے ایک صدقہ فطر کے برابر فدیہ دینا ہوگا۔

(۴)﴿عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنٌ﴾

(سنن ترمذی ج۱ص۱۵۲-مشکوٰۃ المصابیح ص۱۷۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کی موت ہوگئی، اور اس پر ماہ رمضان کے روزے ہیں تو اس کی جانب سے ہر ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دیا جائے۔

(۵)﴿عَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْأَلُ هَلْ يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ اَوْ يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ فَقَالَ:لَايَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلَايُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ﴾

(مؤطا امام مالک ص۱۵۸-مشکوٰۃ المصابیح ص۱۷۸)

ترجمہ: حضرت امام مالک (۹۳ھ-۱۷۹ھ) کو خبر پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا جاتا تھا کہ کیا کوئی کسی کی جانب سے روزہ رکھ سکتا ہے؟ یا کیا کوئی کسی کی جانب سے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس آپ فرماتے۔کوئی کسی کی جانب سے روزہ نہیں رکھ سکتا، اور نہ کوئی کسی کی جانب سے نماز پڑھ سکتا ہے۔

دعائے مغفرت

(۱)﴿عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِأَةً كُلُّهُمْ يُشَفِّعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ﴾

(صحیح مسلم ج۱ص۳۰۸-سنن نسائی ج۱ص۲۱۸-سنن ابن ماجہ ص۱۰۷-شعب الایمان للبیہقی ج۱۳ص۳۳۳-مشکوٰۃ المصابیح ص۱۴۶)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی مردہ ایسا نہیں کہ مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت اس کی نماز جنازہ

پڑھے، جس کی تعداد سو (۱۰۰) تک پہنچتی ہو، وہ تمام اس کے لیے سفارش کریں، مگر یہ کہ اس (میت) کے بارے میں ان (مومنین) کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔

(۲)﴿عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ مَاتَ اِبْنٌ لَهٗ بِقُدَيْدٍ اَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ يَا كُرَيْبُ اُنْظُرْ مَا اِجْتَمَعَ لَهٗ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَإِذَا نَاسٌ قَدْ اِجْتَمَعُوْا لَهٗ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ تَقُوْلُ هُمْ اَرْبَعُوْنَ قَالَ نَعَمْ – قَالَ: اَخْرِجُوْهُ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئاً اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ﴾ (صحیح مسلم ج۱ص۳۰۸ - سنن ابن ماجہ ص ۱۰۷ - شعب الایمان للبیہقی ج۱۳ص۳۳۴ تا ۳۳۷ - مشکوٰۃ المصابیح ص۱۴۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے غلام کریب سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایک بیٹے مقام قدید یا مقام عسفان میں وفات پا گئے، پس عبداللہ بن عباس نے فرمایا: اے کریب! دیکھو، جو لوگ اس کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ کریب نے کہا کہ میں نکلا تو لوگ اس کے لیے جمع ہو چکے تھے، پس میں نے انھیں خبر دی تو انھوں نے دریافت فرمایا کہ تم سمجھتے ہو کہ وہ چالیس ہیں۔ میں نے جواب دیا: ہاں۔ انھوں نے کہ اسے (جنازہ) نکالو، اس لیے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس کسی مسلمان کی موت ہو جائے، اور اس کی نماز جنازہ چالیس لوگ پڑھیں جو کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی شفاعت اس مرحوم کے حق میں قبول فرماتا ہے۔

(۳)﴿عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ نَعٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِی الْيَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ﴾

(صحیح مسلم ج۱ص۳۰۹ - صحیح بخاری ج۱ص۱۷۷ - سنن نسائی ج۱ص۲۲۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بادشاہ حبشہ نجاشی کی موت کی خبر اسی دن دی، جس دن اس کی موت ہوئی، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی (نجاشی) کے لیے دعائے مغفرت کرو۔

توضیح: مرحومین کے لیے دعا کرنے کے بارے میں بے شمار احادیث مروی ہیں۔

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک طویل حدیث مروی ہے کہ جبریل امین نے رات کو آ کر حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

﴿اِنَّ رَبَّکَ یَامُرُکَ اَنْ تَاتِیَ اَھْلَ الْبَقِیْعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَھُمْ﴾ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۱۴)

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رب آپ کو حکم فرماتا ہے کہ جنت البقیع جا کر ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔

(۵) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت البقیع جاتے تو اس طرح سلام کہتے۔

﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُوْمِنِیْنَ وَاَتَاکُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ-اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ﴾

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۱۳-مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵۴)

ترجمہ: سلام ہو تم پر اے قوم مومنین کے گھر والو! اور تمہیں جلد عطا ہو، جس کے بارے میں کل کا وعدہ تم سے کیا گیا، اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ تم سے ملنے والے ہیں۔ یا اللہ! بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما۔

(۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل بقیع کو اس طرح سلام کرنے کی ہدایت فرمائی۔

﴿اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُوْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُتَقَدِّمِیْنَ مِنَّا وَالْمُتَأَخِّرِیْنَ وَإِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ﴾

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۱۴-مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵۴)

ترجمہ: مومنین و مسلمین کے گھر والوں پر سلام ہو، اور اللہ تعالیٰ ہم سے پہلے والوں اور بعد والوں پر رحم فرمائے، اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ تم سے ملنے والے ہیں۔

(۷) صحابہ کرام کو حضرت تاجدار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعلیم فرماتے کہ اہل قبرستان کے

پاس جاکراس طرح کہو۔

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ - اَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ﴾

(صحیح مسلم ج ا ص ۳۱۴ - مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵۴)

ترجمہ: مومنین و مسلمین کے گھر والو! تم پر سلامتی ہو، اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ تم سے ملنے والے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت طلب کرتا ہوں۔

(۸)﴿عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ﴾

(ابوداؤد ص ۴۵۶ - ابن ماجہ ص ۱۰۷ - کتاب الدعا للطبرانی ص ۴۰۰ - مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۴۶)

ترجمہ: حضرت سلطان دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز جنازہ پڑھ لو تو خاص کر میت کے لیے دعا کرو۔

(۹)﴿اَخْرَجَ اِبْنُ اَبِى الدُّنْيَا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ كَانَ يُقَالُ - اَلْاَمْوَاتُ اَحْوَجُ اِلَى الدُّعَاءِ مِنَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَقَدْ نَقَلَ غَيْرُ وَاحِدٍ الْاِجْمَاعَ عَلٰى اَنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ الْمَيِّتَ وَدَلِيْلُهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَوْلُهُ تَعَالٰى - وَالَّذِيْنَ جَاؤُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ (شرح الصدور ص ۱۲۷)

ترجمہ: امام المحدثین سفیان ثوری (۹۷ھ-۱۶۱ھ) نے فرمایا کہ کہا جاتا تھا کہ زندوں کے کھانا، پانی کے محتاج ہونے سے زیادہ مردے، دعا کے محتاج ہوتے ہیں اور بہت سے علمانے اس بات پر اجماع نقل کیا کہ دعا مردہ کو نفع دیتی ہے، اور اس کی دلیل قرآن کی آیت ﴿وَالَّذِيْنَ جَآؤُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ ہے۔

مرحومین کی جانب سے اعتکاف

﴿رُوِىَ اَنَّ عَائِشَةَ اِعْتَكَفَتْ عَنْ اَخِيْهَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَاعْتَقَتْ عَنْهُ﴾

(التذکرۃ للقرطبی ص۸۲)

ترجمہ: روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی وفات کے بعد اس کی جانب سے اعتکاف کیا، اور اس کی جانب سے غلام آزاد کیا۔

عبادات مالیہ

(۱)﴿عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ تُوُفِّيَتْ اُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اِنَّ اُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، اَ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ- قَالَ: فَاِنِّي اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِي الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا﴾

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۸۶، ۳۸۷- سنن نسائی ج ۲ ص ۱۱۴- السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۳۸۷)

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں وفات پا گئیں، اور وہ وہاں سے غائب تھے تو انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری ماں کی وفات ہوگئی، اور میں ان کے پاس سے غائب تھا۔ کیا انہیں کوئی چیز نفع دے گی، اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کروں؟ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا پھلدار باغ اس (ماں) پر صدقہ ہے۔

(۲)﴿عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اُمِّيْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسَهَا وَاَرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ- اَ فَاتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ: نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا﴾

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۸۶- صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۲۴- سنن نسائی ج ۲ ص ۱۱۴)

ترجمہ: ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری ماں اچانک وفات پا گئیں، اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ بولتی تو صدقہ کرتی۔ کیا میں اس کی جانب سے صدقہ کروں؟ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہاں، تم اس کی طرف سے صدقہ کرو۔

(۳)﴿عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اِسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَقَالَ:اِنَّ اُمِّیْ مَاتَتْ وَعَلَیْهَا نَذْرٌ فَقَالَ اِقْضِهِ عَنْهَا﴾

(صحیح بخاری ج۱ ص۳۸۶- صحیح بخاری ج ۲ص۹۹۱-مشکٰوۃ المصابیح ص۲۹۷-صحیح مسلم ج۲ص۴۴-سنن نسائی ج۲ص۱۲۸)

ترجمہ:حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری ماں مرگئی اوراس پرنذر ہے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ تم اس کی جانب سے اسے ادا کردو۔

(۴)﴿عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیْ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاءُ -فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ-هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ﴾ (سنن ابی داوٗد ص۲۳۶-مشکٰوۃ المصابیح ص۱۶۹-سنن نسائی ج۲ص۱۱۵-سنن ابن ماجہ ص۲۶۲)

ترجمہ:حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،انھوں نے عرض کیا:یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری ماں مرگئیں تو کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: پانی،پس انھوں نے ایک کنواں کھودااور کہا۔یہ ام سعد کے لیے ہے۔

(۵)﴿عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبِیْ مَاتَ وَتَرَکَ مَالًاوَ لَمْ یُوْصِ فَهَلْ یُکَفِّرُ عَنْهُ اِنْ تُصُدِّقَ عَنْهُ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ-نَعَمْ﴾ (سنن نسائی ج۲ص۱۱۴-صحیح مسلم ج۲ص۴۱)

ترجمہ:حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے باپ کی موت ہوگئی اوراس نے مال چھوڑا،اوروصیت نہیں کی تو کیااس کے گناہوں کومٹادے گا،اگراس کی جانب سے صدقہ کیا جائے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا،ہاں۔

(۶)﴿عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَخَاهَا مَاتَ فِی مَنَامِهٖ وَاَنَّ عَائِشَةَ اَعْتَقَتْ عَنْهُ تِلَادًا مِنْ تِلَادِهٖ، یَعْنِی مَمَالِیْکَ قُدَمَاءَ﴾ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج۹ص۳۹۱)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی اپنی نیند میں وفات کر گئے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی جانب سے ان کے پرانے غلاموں میں سے ایک غلام کو آزاد کیا۔

(۷) ﴿عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ اَوْصٰى اَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ فَأَعْتَقَ اِبْنُهٗ هِشَامٌ خَمْسِيْنَ رَقَبَةً فَارَادَ اِبْنُهٗ عَمْرٌو اَنْ يُعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِيْنَ الْبَاقِيْنَ فَقَالَ حَتّٰى اَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اِنَّ اَبِيْ اَوْصٰى اَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِأَةُ رَ قَبَةٍ وَاَنَّ هِشَامًا اَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِيْنَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةٍ اَفَاُعْتِقُ عَنْهُ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اِنَّهٗ لَوْ كَانَ مُسْلِماً فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ ذٰلِكَ﴾

(سنن ابی داؤد ص ۳۹۹ - مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۶۶ - السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۳۹۰)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی جانب سے ایک سو غلام آزاد کیا جائے تو اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کیا، پھر اس کے بیٹے عمرو بن عاص نے اس کی جانب سے باقی ماندہ پچاس غلام آزاد کرنا چاہا تو اس نے کہا کہ میں پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کر لوں، پس وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئے کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے والد نے وصیت کی تھی کہ اس کی جانب سے ایک سو غلام آزاد کیے جائیں، اور ہشام نے اس کی جانب سے پچاس غلام آزاد کر دیا اور اس پر پچاس باقی ہے تو کیا میں اس کی جانب سے آزاد کر دوں؟ پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو تم لوگ اس کی جانب سے آزاد کرتے، یا اس کی جانب سے صدقہ کرتے، یا اس کی جانب سے حج کرتے تو اسے پہنچتا۔

توضیح: چونکہ عاص بن وائل مومن نہیں تھا، اس لیے ان اعمال خیر کا ثواب اسے نہیں ملے گا۔

اس حدیث مبارک سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مومن کو ثواب ملتا ہے، جب اس کی جانب سے صدقہ کیا جائے۔

قربانی کا ثواب

(۱)﴿عَنْ حَنَشٍ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا یُضَحِّیْ بِکَبْشَیْنِ فَقُلْتُ لَهٗ مَاهٰذَا ؟فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْهُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْهُ﴾

(سنن ابی داؤد ص ۳۸۵ - جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۷۵ - مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۸)

ترجمہ: حضرت حنش رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھے قربانی کرتے دیکھا تو میں نے ان سے دریافت کیا، یہ کیا ہے؟ پس آپ نے فرمایا کہ مجھے حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی جانب سے قربانی کروں تو میں ان کی جانب سے قربانی کرتا ہوں۔

(۲)﴿عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِکَبْشٍ اَقْرَنَ یَطَاءُ فِیْ سَوَادٍ وَیَبْرُکُ فِیْ سَوَادٍ وَیَنْظُرُ فِیْ سَوَادٍ فَاُتِیَ بِهٖ لِیُضَحِّیَ بِهٖ - قَالَ لِعَائِشَةَ - هَلُمِّی الْمُدْیَةَ ثُمَّ قَالَ اِشْحَذِیْهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَخَذَهَا وَاَخَذَ الْکَبْشَ فَاَضْجَعَهٗ ثُمَّ ذَبَحَهٗ ثُمَّ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحّٰی بِهٖ﴾

(سنن ابی داؤد ص ۳۸۶ - صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۶ - مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۷)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک سینگ والے مینڈھے کا حکم فرمایا، جس کے پاؤں اور پیٹ کالے ہوں اور آنکھوں کے پاس کالا ہو تو اسے لایا گیا تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی قربانی فرمائیں۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو فرمایا کہ چھری لاؤ، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے پتھر سے تیز کردو تو میں نے کیا، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چھری اور مینڈھے کو

لیے تو آپ نے اسے (زمین پر) لٹادیا، پھر آپ ذبح فرمانے لگے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے، یا اللہ! اسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم اور امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے قبول فرما، پھر آپ نے اس کی قربانی فرمائی۔

توضیح: اس حدیث کی تشریح میں علامہ شرف الدین طیبی (م ۷۴۳ھ) نے تحریر فرمایا۔

﴿المراد المشاركة فى الثواب مع الامة، لان الغنم الواحد لا يكفى عن اثنين فصاعدًا﴾ (شرح المشکوٰۃ للطیبی ج ۴ ص ۱۳۰۱- مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز: مکہ معظمہ)

ترجمہ: (آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا) مقصد امت کو ثواب میں شریک کرنا ہے، ورنہ ایک بکری دو یا زیادہ لوگوں کی جانب سے قربان نہیں کی جاسکتی۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مینڈھے منگوائے، اور قربان کرتے وقت اس طرح کہا۔

﴿اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، ثُمَّ ذَبَحَ- رواه احمد وابو دائود وابن ماجه والدارمى وفى رواية لاحمد وابى داؤد والترمذى ذَبَحَ بِيَدِهٖ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّىْ وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِىْ﴾ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۸- جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۷۷- سنن ابی داؤد ص ۳۸۶- سنن ابن ماجہ ص ۲۲۵)

ترجمہ: یا اللہ! (یہ قربانی) تیرے حکم سے اور تیری خوشنودی کے لیے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم) اور اس کی امت کی جانب سے ہے، اللہ کے نام سے، اور اللہ بہت بڑا ہے، پھر (یہ کہہ کر) آپ نے ذبح فرمایا۔ یہ امام احمد بن حنبل، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ، امام دارمی نے اسے روایت کیا، اور امام احمد بن حنبل، امام ابوداؤد اور امام ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا اور عرض کیا۔ اللہ کے نام سے، اور اللہ بہت بڑا ہے۔ یہ (قربانی) میری جانب سے ہے، اور میری امت میں سے جس نے قربانی نہ کی، اس کی جانب سے ہے۔

عبادت مشترکہ (حج)

(۱)﴿عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اِمْرأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَائَتَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: اِنَّ اُمِّيْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: حُجِّيْ عَنْهَا-اَرَأَيْتِ لَوْكَانَ عَلٰى اُمِّکِ دَيْنٌ اَكُنْتِ قَاضِيَةً -اِقْضُوْا اللّٰهَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ﴾ (صحیح بخاری ج۱ص ۲۵۰ -مشکوٰۃ المصابیح ص۲۲۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی کہ میری ماں حج کرنے کی نذر مانی تھی تو وہ حج نہ کرسکی، یہاں تک کہ مرگئی۔کیا میں اس کی جانب سے حج ادا کردوں؟ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ تم اس کی جانب سے حج ادا کردو۔تم بتاؤ کہ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا، کیا تم اسے ادا کرتی ،تو اللہ کا حق ادا کرو، اللہ کا حق ادائیگی کا زیادہ حقدار ہے۔

(۲)﴿عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَتٰى رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ:اِنَّ اُخْتِيْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاَنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَهٗ؟قَالَ نَعَمْ -قَالَ:فَاقْضِ اللّٰهَ فَهُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ﴾

(صحیح بخاری ج۲ص۹۹۱ -مشکوٰۃ المصابیح ص۲۲۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میری بہن حج کرنے کی نذر مانی اور وفات پاگئی، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے ؟اس نے کہا: ہاں ۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ اللہ کا قرض ادا کرو،اس لیے کہ وہ ادائیگی کے زیادہ لائق ہے۔

(۳)﴿عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَائَتْ اِمْرَاَةٌ مِنْ خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ-فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ

اَبِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَسْتَوِیَ عَلَی الرَّاحِلَةِ فَھَلْ یُقْضٰی عَنْهُ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ قَالَ: نَعَمْ﴾ (سنن ابن ماجہ ص ۲۰۸ - صحیح مسلم ج اص ۴۳۱ - صحیح بخاری ج اص ۲۵۰ - سنن نسائی ج ۲ص ۳ - مؤطاامام مالک ص ۱۹۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت حج الوداع کے سال آئی اور عرض کی ۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! رب تعالیٰ کے بندوں پر حج کی فرضیت نے میرے باپ کو بہت بڑھاپے کی حالت میں پایا۔ وہ سواری پر صحیح سے بیٹھ نہیں سکتے، تو کیا اس کی جانب سے میرا حج ادا کرنا اس کی جانب سے ادا کرنا ہو جائے گا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔

توضیح: مرحومین کی جانب سے بلا نذر اور بلا وصیت حج ادا کیا جاسکتا ہے۔اس کا ثواب میت کو ملے گا، اور یہ نفل عمل ہوگا۔

(۴) ﴿عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ بَیْنَنَا اَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَتْهُ اِمْرَأَةٌ فَقَالَتْ اِنِّیْ تَصَدَّقْتُ عَلٰی اُمِّیْ بِجَارِیَةٍ وَاَنَّهَامَاتَتْ قَالَ فَقَالَ—وَجَبَ اَجْرُکِ وَرُدَّهَا عَلَیْکِ الْمِیْرَاثُ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ! اِنَّهٗ کَانَ عَلَیْهَا صَوْمُ شَهْرٍ فَاَصُومُ عَنْهَا؟ قَالَ: صُوْمِیْ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: حُجِّیْ عَنْهَا﴾

(صحیح مسلم ج اص ۳۶۲ - سنن ترمذی ج اص ۱۴۴ - سنن نسائی ج ۲ص ۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا ۔ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی درمیان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی، اور عرض کی کہ میں نے اپنی ماں پر ایک باندی صدقہ کیا تھا اور میری ماں کی وفات ہوگئی، پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔تمہارا اجر وثواب ثابت ہوگیا اور تم اس باندی کو میراث کے طور پر واپس لے لو، تب وہ بولی۔ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس پر ایک مہینے کا روزہ تھا تو کیا میں اس کی

جانب سے روزہ رکھ لوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اس کی جانب سے روزہ رکھ لو۔ وہ عرض کی کہ اس نے کبھی حج نہیں کیا تو کیا میں اس کی جانب سے حج کرلوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم اس کی جانب سے حج کرلو۔

صدقہ جاریہ

بعض اعمال خیر ایسے ہیں جن کا ثواب انسان کو موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

(۱) رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ﴾ (سورہ یٰسین: آیت ۱۲)

ترجمہ: اور ہم لکھ رہے ہیں جو انھوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے۔ (کنز الایمان)

توضیح: آثار سے وہ اعمال حسنہ مراد ہیں جن کے فوائد و برکات سے امت مسلمہ اس کی موت کے بعد بھی فیضیاب ہوتی رہے۔ جب تک اس کے اثرات وثمرات باقی رہیں گے، اس بندۂ مومن کے نامہ اعمال میں ثواب لکھا جاتا رہے گا، یا ایسا عمل خیر اس مرحوم کی جانب سے کسی دوسرے نے کیا تو بھی اس میت کو ثواب ملتا رہے گا۔ حدیث مندرجہ ذیل میں ''اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْ لَهٗ'' سے اس مفہوم کی جانب ایک لطیف سا اشارہ موجود ہے، اور ام سعد کی جانب سے کنواں کا صدقہ کیا جانا اس مفہوم کی عملی مثال ہے۔

(۲) ﴿عَنْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ، اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْ لَهٗ﴾ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۱ - سنن ابی داؤد ص ۳۹۸ - سنن ابن ماجہ ص ۲۱ - مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۲ - سنن نسائی ج ۲ ص ۱۱۴ - شعب الایمان للبیہقی ج ۶ ص ۶۳ - کتاب الدعاء للطبرانی ص ۴۱۵ - دار الحدیث قاہرہ - السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۳۸۹)

ترجمہ: حضرت سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے، مگر تین چیزیں یعنی صدقہ جاریہ یا ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا رہے یا نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا کرتا رہے۔

(۳)﴿عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنُ مِنْ عَمَلِہٖ وَحَسَنَاتِہٖ بَعْدَ مَوْتِہٖ عِلْمًا عَلَّمَہٗ وَنَشَرَہٗ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَکَہٗ وَمُصْحَفًا وَرَّثَہٗ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاہُ اَوْبَیْتًا لِاِبْنِ السَّبِیلِ بَنَاہُ اَوْنَھْرًا اَجْرَاہُ اَوْصَدَقَۃً اَخْرَجَھَا مِنْ مَالِہٖ فِی صِحَّتِہٖ وِحَیَاتِہٖ یَلْحَقُہٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِہٖ﴾

(سنن ابن ماجہ ص۲۲-مشکوٰۃ المصابیح ص۳۶-شعب الایمان للبیہقی ج۶ص۶۵)

ترجمہ:حضرت رسول اکرم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کواس کے عمل اور بھلائیوں میں سے جس کا ثواب اس کی موت کے بعد ملتا رہتا ہے۔

(۱)ایسا علم ہے جسے وہ حاصل کیا اور اسے پھیلایا(۲)یا نیک اولاد جسے اس نے چھوڑا(۳)یا ایسا مصحف جس کا اس نے وارث بنایا(۴)یا مسجد جسے اس نے بنایا(۵)یا گھر جسے مسافر کے لیے بنایا ہو(۶)یا نہر جسے جاری کیا ہو(۷)یا صدقہ(وقف کردہ جائیداد اور اموال)جسے اس نے اپنی صحت وزندگی میں ادا کیا ہو،اس کا ثواب اسے موت کے بعد ملتا رہتا ہے۔

قرآن خوانی

(۱)﴿اَخْرَجَ الْخَلَّالُ فِی الْجَامِعِ عَنِ الشُّعْبِیْ قَالَ:کَانَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا مَاتَ لَھُمُ الْمَیِّتُ اِخْتَلَفُوْا اِلٰی قَبْرِہٖ یَقْرَؤُوْنَ لَہُ الْقُرْاٰنَ﴾

(مرقاۃ المفاتیح ج۴ص۱۷۳-شرح الصدور ص۱۳۰-الروح ص۱۸)

ترجمہ:حضرت امام شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے جب کسی کی موت ہو جاتی تو انصاری صحابہ اس کی قبر کے پاس آتے جاتے رہتے،اور اس کے لیے تلاوتِ قرآن کیا کرتے۔

(۲)﴿قد ذکر الخرائطی فی کتاب القبور قال:سنة فی الانصار اذا حملوا المیت ان یقرؤوا معه سورة البقرة﴾(التذکرۃ للقرطبی ص۸۲)

ترجمہ:صحابہ انصار کا طریقہ تھا کہ جب میت کو اٹھا کر لے چلتے تو اس کے ساتھ سورہ بقرہ کی

تلاوت کرتے۔

(۳)﴿عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ فَقَرَأَ "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ"اِحْدٰى عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهَا لِلْاَمْوَاتِ،اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ﴾

(دارقطنی)(فتح القدیرلابن ہمام ج ۳ص ۱۴۳-البنایہ للعینی ج ۴ص ۴۲۳-مراقی الفلاح ص ۲۴۱-التذکرۃ للقرطبی ص ۷۵-شرح الصدور للسیوطی ص ۱۳۰-مرقاۃ المفاتیح ج ۴ص ۱۷۳-کنز العمال ج ۱۵ص ۶۵۵:مؤسسۃ الرسالۃ بیروت-تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی ج ۳ص ۳۴۰:دار الفکر بیروت-جمع الجوامع للسیوطی عن الرافعی فی تاریخہ-مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام ص ۵۸۰-استنبول ترکی-اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی ج ۱۴ص ۲۸۵)

ترجمہ:حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:جومومن قبرستان کے پاس سے گذرے اورسورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے،پھراس کا ثواب مردوں کوبخش دےتواسے مردوں کی تعداد کے برابرثواب عطاکیاجائے گا۔

(۴)﴿اَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَاَسْرِعُوْا بِهٖ اِلٰى قَبْرِهٖ وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَاسِهٖ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ—وَلَفْظُ الْبَيْهَقِيِّ فَاتِحَةُ الْبَقَرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي قَبْرِهٖ﴾ (شرح الصدورص ۴۳-شعب الایمان للبیہقی ج ۱۳ص ۳۶۳-المعجم الکبیرللطبرانی ج ۱۲ص ۳۴۰-مشکوۃ المصابیح ۱۴۹)

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن عمررضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت تاجداردوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوفرماتے سنا کہ جب تم میں سے کسی کی موت ہو جائےتواسے روک کرمت رکھو،اوراسے جلدی اس کی قبرکی طرف لے جاؤ،اوراس کے سرہانے سورہ فاتحہ پڑھاجائے،اورامام بیہقی کی روایت ہے کہ سورہ بقرہ کاشروع حصہ پڑھاجائے،اور اس کی پائینتی جانب سورہ بقرہ کاآخری حصہ پڑھاجائے اس کی قبرمیں۔

(۵)﴿اَخرَجَ الطَّبَرَانِیُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْعَلَاءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ قَالَ قَالَ لِیْ اَبِیْ :یَا بُنَیَّ اِذَا وَضَعْتَنِیْ فِیْ لَحْدِیْ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سُنَّ عَلَیَّ التُّرَابَ سَنًّا ثُمَّ اِقْرَأْ عِنْدَ رَاسِیْ بِفَاتِحَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتِهَا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ذٰلِکَ﴾

(شرح الصدور ص۴۳-المعجم الکبیر للطبرانی ج۱۹ص۲۲۱)

ترجمہ:عبدالرحمٰن بن علاء بن لجلاج رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ میرے والد علاء بن لجلاج نے مجھ سے کہا کہ اے میرے بیٹے! جب تم مجھے میری قبر میں رکھوتو ''بسم اللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' کہو، پھر مجھ پر اچھی طرح مٹی ڈالو، پھر میرے سرہانے سورہ بقرہ کی اولین آیات اور آخری آیات پڑھو، پس بے شک میں نے حضور اقدس سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔

(۶)﴿قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ یُرْوٰی اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَمَرَ اَنْ یُقْرَأَ عِنْدَ قَبْرِهٖ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ﴾(الروح لابن قیم ص۱۷-التذکرۃ للقرطبی ص۸۰)

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے حکم دیا کہ ان کی قبر کے پاس سورہ بقرہ کی تلاوت کی جائے۔

(۷)﴿عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْعَلَاءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهُ قَالَ لِبَنِیْهِ:اِذَا اَدْخَلْتُمُوْنِیْ قَبْرِیْ فَضَعُوْنِیْ فِی اللَّحْدِ وَقُوْلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَسُنُّوْا عَلَیَّ التُّرَابَ سَنًّا وَاقْرَؤُوْا عِنْدَ رَاسِیْ اَوَّلَ الْبَقَرَةِ وَ خَاتِمَتَهَا فَاِنِّیْ رَأَیْتُ ابْنَ عُمَرَ یَسْتَحِبُّ ذٰلِکَ﴾

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج۵ص۴۰۴:دارالفکر بیروت-الروح ص۱۷-التذکرۃ للقرطبی ص۸۰)

ترجمہ:عبدالرحمٰن بن علاء بن لجلاج رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد سے روایت کیا کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کو کہا کہ جب تم لوگ مجھے میری قبر میں داخل کروتو مجھے لحد میں رکھو اور ''بسم اللہ وعلیٰ سنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' کہو، اور مجھ پر مٹی ڈالو، اور میرے سرہانے سورہ بقرہ کا اول

اورآخری حصہ پڑھو،اس لیے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ اسے مستحب سمجھتے تھے۔

(۸)﴿اَخْرَجَ عَبْدُ الْعَزِیْزِ صَاحِبُ الْخَلَّالِ بِسَنَدِہٖ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ:اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَاَ سُوْرَۃَ یٰسٓ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَکَانَ لَہٗ بِعَدَدِ مَنْ فِیْھَا حَسَنَاتٌ﴾ (شرح الصدور ص۱۳۰-مرقاۃ المفاتیح ج ۴ص۱۷۳-التذکرۃ للقرطبی ص۸۰-مفاتیح الجنان ص۵۸۱)

ترجمہ:حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو قبرستان گیا، پھر سورہ یٰسین پڑھا تو رب تعالیٰ اہل قبرستان سے عذاب کو ہلکا فرمادیتا ہے،اور قاری کے لیے اہل قبرستان کی تعداد کے مطابق نیکیاں ہوتی ہیں۔

(۹)﴿اَخْرَجَ اَبُوالْقَاسِمِ سَعْدُ بْنُ عَلِیٍّ الزَّنْجَانِیُّ فِیْ فَوَائِدِہٖ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ،ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَاَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرِ،ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ کَلَامِکَ لِاَھْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ،کَانُوْا شُفَعَاءَ لَہٗ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی﴾

(شرح الصدور ص۱۳۰-مرقاۃ المفاتیح ج۴ص۱۷۳-تحفۃ الاحوذی ج۳ص۳۴۰)

ترجمہ:حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ حضور اقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو قبرستان جائے،اور سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص اور سورہ تکاثر پڑھے، پھر کہے۔یااللہ تعالیٰ! جو کچھ میں نے تیرے کلام مبارک سے پڑھا،اس کا ثواب میں اہل قبرستان کے مومنین ومومنات کو بخش دیا تو یہ مرحومین،رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے سفارشی ہوں گے۔

توضیح: مذکورہ بالا احادیث کریمہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ خود حضرت سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تلاوت قرآن کا ثواب مرحومین کو بخشنے کی ترغیب فرمائی۔

(۱۰)امام ابوزکریا نووی شافعی دمشقی (۶۳۱ھ-۶۷۶ھ) نے تحریر فرمایا۔

﴿قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ يُسْتَحَبُّ اَنْ يُقْرَأَ عِنْدَ هٗ شَیْءٌ مِنَ الْقُراٰنِ وَاِنْ خَتَمُوا الْقُراٰنَ عِنْدَهٗ كَانَ حَسَنًا﴾ (رياض الصالحين ص۲۹۰: دارالجيل بيروت)

ترجمہ: حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قبر کے پاس قرآن کا کچھ حصہ پڑھنا مستحب ہے، اوراگرلوگ اس کے پاس پورا قرآن پڑھیں تو اچھا ہے۔

(۱۱)﴿نقل من الشافعی انتفاع المیت بالقرأة علی قبره واختاره شیخنا شهاب الدین بن عقیل وتواتر ان الشافعی زار اللیث بن سعد واثنٰی علیه خیرًا وقرأ عنده ختمة و قال ارجو ان تدوم فکان الامر کذلک﴾

(اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین ج۱۴ص۲۸۳)

ترجمہ: (علامہ ابن حجر عسقلانی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) کے شیخ محدث ابن قطان (م۸۱۳ھ) نے فرمایا) حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبر کے پاس تلاوت کے ذریعہ مردے کا نفع پانا منقول ہے، اوراسی کو ہمارے شیخ شہاب الدین بن عقیل نے اختیار کیا، اورحضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متواتراً منقول ہے کہ انہوں نے امام مجتہد حضرت لیث بن سعد مصری (۹۴ھ-۱۷۵ھ) کی زیارت قبر کی، اوران کی اچھی تعریف بیان فرمائی، اوران کے پاس ایک ختم قرآن کیا اورفرمایا۔ مجھے امید ہے کہ یہ تلاوت جاری رہے گی، پس معاملہ ایسا ہی ہوگیا۔

(۱۲) مجدد صدی دہم خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی شافعی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) نے لکھا۔

﴿واما القرأة علی القبر فجزم بمشروعیتها اصحابنا وغیرهم-قال الزعفرانی انی سألت الشافعی رحمه اللّٰه عن القرأة علی القبر فقال: لا بأس به-وقال النووی فی شرح المهذب یستحب لزائر القبور ان یقرأ ما تیسر من القرآن ویدعو لهم عقبها-نص علیه الشافعی رحمه اللّٰه واتفق علیه الاصحاب-و زاد فی موضع آخر: وان ختموا القرآن علی القبر کان افضل﴾

(شرح الصدور ص۱۳۰، الروح ج۱ص۱۷ روایت زعفرانی)

ترجمہ: لیکن قبر کے پاس تلاوت قرآن کرنا تو ہمارے علمائے شوافع ودیگر علما نے اس کے جواز کا

قول کیا۔امام زعفرانی نے کہا کہ میں نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبر کے پاس تلاوت قرآن کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے،اور امام نووی نے شرح مہذب میں فرمایا کہ زائر کے لیے مستحب ہے کہ قرآن سے جو کچھ میسر ہو،تلاوت کرے،اور مردوں کے لیے دعا کرے۔حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو صراحت کے ساتھ بیان فرمایا اور علما اس پر متفق ہیں،اور امام نووی نے دوسری جگہ لکھا کہ اگر قبر کے پاس لوگ ختم قرآن کریں تو افضل ہے۔

(۱۳)﴿اَخْرَجَ اْلقَاضِیْ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِی الْاَنْصَارِیُّ فِیْ مَشِیْخَتِہٖ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ قَالَ قَالَ حَمَّادُنِ الْمَکِّیُّ خَرَجْتُ لَیْلَۃً اِلٰی مَقَابِرَ مَکَّۃَ فَوَضَعْتُ رَاسِیْ عَلٰی قَبْرٍ-فَنِمْتُ فَرَأَیْتُ اَھْلَ الْمَقَابِرِ حَلْقَۃً حَلْقَۃً فَقُلْتُ-قَامَتِ الْقِیَامَۃُ؟-قَالُوْا، لَا وَلٰکِنْ رَجُلٌ مِنْ اِخْوَانِنَا قَرَءَ﴿قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾وَجَعَلَ ثَوَابَھَا لَنَا فَنَحْنُ نَقْتَسِمُہٗ مُنْذُ سَنَۃٍ﴾(شرح الصدور ص۱۳۰-مرقاۃ المفاتیح ج۴ص۱۷۴)

ترجمہ:حضرت حماد مکی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ ایک رات میں مکہ کے قبرستان کی طرف گیا،پس میں اپنا سر ایک قبر کے پاس رکھا اور سو گیا تو میں نے اہل قبرستان کو گروہ در گروہ دیکھا، پس میں نے پوچھا کہ قیامت قائم ہوگئی؟انھوں نے کہا کہ نہیں،لیکن ہمارے مومن بھائیوں میں سے ایک نے ''قل ہو اللہ احد'' تلاوت کی ،اور اس کا ثواب ہمیں بخش دیا تو اسے ہم لوگ ایک سال سے تقسیم کررہے ہیں۔

(۱۴)امام محی الدین ابو زکریا نووی شافعی(۶۳۱ھ-۶۷۶ھ)نے لکھا۔

﴿ذھب جماعات من العلماء الی انہ یصل الی المیت ثواب جمیع العبادات من الصلوٰۃ والصوم والقرأۃ وغیر ذلک﴾(شرح النووی علیٰ صحیح مسلم ج۱ص۱۳)

ترجمہ:علما کی جماعتوں کا مذہب یہ ہے کہ میت کو تمام عبادات یعنی نماز وروزہ اور قرآن خوانی وغیرہ کا ثواب ملتا ہے۔

توضیح:ہر قسم کے عمل کا ثواب پہنچتا ہے،اس لیے ہر قسم کے اعمال کا ایصال ثواب کرنا صحیح ہے۔

قرآن خوانی اور اسلاف وہابیہ

(۱) وہابیہ کے امام اعظم ابن تیمیہ حرانی (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) نے لکھا۔

﴿انمارخص فیها لانه بلغه ان ابن عمر اوصٰی ان یقرأ عند قبره بفواتح البقرة و خواتیمها وروی عن بعض الصحابة قرأة سورة البقرة فالقرأة عند الدفن ماثورة فی الجملة﴾ (مجموعۃ الفتاویٰ لابن تیمیہ ج۲۴ ص۱۶۶)

ترجمہ: حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کے پاس تلاوت قرآن کی اجازت دی، کیونکہ انہیں روایت پہونچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کی قبر کے پاس سورہ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھی جائیں، اور بعض صحابہ کرام سے بھی سورہ بقرہ کی تلاوت مروی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ دفن کے وقت تلاوت قرآن سنت متوارثہ ہے۔

(۲) ابن قیم جوزیہ (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ) نے لکھا ﴿قد ذکر عن جماعة من السلف انهم اوصوا ان یقرأ عند قبورهم وقت الدفن﴾ (الروح ص۱۷)

ترجمہ: اسلاف کرام کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ انہوں نے بوقت دفن اپنی قبروں کے پاس تلاوت قرآن کی وصیت فرمائی۔

(۳) ہندوستان میں غیر مقلدوں کے مجتہد مطلق نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے لکھا۔

﴿عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِسْتَحَبَّ اَنْ یُقْرَأَ عَلَی الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ اَوَّلُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَ خَاتِمَتُهَا - رواه البیهقی باسناد حسن﴾ (نزل الابرار ص۲۹۰: دارالمعرفۃ بیروت)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے بعد دفن قبر کے پاس سورہ بقرہ کا اول اور آخر پڑھنے کو مستحب قرار دیا۔

(۴) غیر مقلدوں کے مجتہد مطلق نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (۱۸۳۲ء-۱۸۹۰ء) نے لکھا۔

﴿قال فی الاذکار - ویستحب للزائر الاکثار من قرأة القرآن والذکر والدعاء لاهل تلک االمقبرة وسائر الموتٰی والمسلمین اجمعین والاکثار من الزیارة و

ان یکثر الوقوف عند قبور اھل الخیر والفضل﴾ (نزل الابرار ص۲۹۳)

ترجمہ: اذکار نوویہ میں فرمایا کہ زائر کے لیے مستحب ہے اس مقبرہ والوں اور تمام مرحومین اور تمام مسلمانوں کے لیے تلاوت قرآن اور ذکر و دعا میں زیادتی کرنا اور زیادہ زیارت کرنا اور یہ کہ اہل خیر و فضل (صالحین) کی قبروں کے پاس زیادہ دیر تک ٹھہرے۔

(۵) ابن تیمیہ (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) نے لکھا ﴿قد نقل عن بعض الانصار انه اوصٰی عند قبره بالبقرة﴾ (مجموعۃ الفتاویٰ لابن تیمیہ ج۲۴ ص۱۷۶)

ترجمہ: بعض انصاری صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی قبر کے پاس سورہ بقرہ پڑھنے کی وصیت فرمائی۔

خوابوں میں مومنین کی زیارت

(۱) ابن قیم جوزیہ (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ) نے لکھا ﴿والذی اوصل ثواب الحج والصدقة و العتق هو بعينه الذى يوصل ثواب الصيام والصلاة والقرأة والاعتكاف وهو اسلام المهدٰى اليه و تبرع المهدي واحسانه وعدم حجر الشارع عليه فى الاحسان، بل ندبه الى الاحسان بكل طريق وقد تواطأت رؤيا المومنين و تواترت اعظم تواتر على اخبار الاموات لهم بوصول ما يهدونه اليهم من قرأة وصلاة وصدقة وحج وغيره، ولو ذكرنا ما حكى لنا من اهل عصرنا وما بلغنا عمن قبلنا من ذلک لطال جدا، وقد قال النبىِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم-ارىٰ رؤياكم قد تواطأت علٰى انها فى العشر الاواخر-فاعتبر صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تواطؤ رؤيا المومنين و هذا كما يعتبر تواطؤ روايتهم لماشاهدوه ،فهم لا يكذبون فى روايتهم ولا فى رؤياهم اذا تواطأت﴾ (الروح ص۱۸۴)

ترجمہ: جس سبب نے حج وصدقہ اور غلام آزاد کرنے کا ثواب مردے تک پہونچایا، بعینہ وہی سبب روزہ و نماز اور تلاوت قرآن و اعتکاف کا ثواب پہونچائے گا اور وہ سبب مردے کا مسلمان

ہونا ہے، اور بخشنے والے کا تبرع اور احسان کرنا اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا احسان کے بارے میں اس پر پابندی نہ لگانا ہے، بلکہ اسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احسان کرنے کی ترغیب دی ،اور مؤمنین کے خواب (ایک دوسرے کے خواب کے) موافق ہو گئے ،اور بہت زیادہ متواتر ہو گئے مردوں کا مومنین کو خبر دینا اس چیز کے مردوں تک پہونچنے سے متعلق جو انھیں مومنین ہدیہ کرتے ہیں ،یعنی تلاوت قرآن اور نماز اور صدقہ وحج وغیرہ ،اور اگر ہم ذکر کریں اس کا جو ہمارے اہل زمانہ نے ہم سے بیان کیا اور جو اس سے متعلق ہمارے ماقبل لوگوں کی جانب سے ہم تک پہونچا تو یہ بہت طویل ہو جائے گا ،اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے خواب موافق ہو گئے اس بارے میں کہ وہ (لیلۃ القدر)عشرۂ اخیرہ میں ہے تو حضور اقدس سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مومنین کے خواب کی موافقت کا اعتبار فرمایا، اور یہ ویسا ہے جیسا کہ ان کی روایت کی موافقت کا اعتبار کیا جاتا ہے اس چیز کے بارے میں جس کا انھوں نے مشاہدہ کیا ہے، پس ان کی تکذیب نہیں کی جاتی ہے ان کی روایتوں کے بارے میں اور نہ ان کے خواب کے بارے میں ،جبکہ ایک دوسرے کے موافق ہو جائے۔

توضیح: خواب مومنین سے شرعی مسئلہ کا استنباط نہیں ہوسکتا ،لیکن اس کی تائید وتقویت ہوسکتی ہے، جیسا کہ احادیث میں وارد ہے کہ اذان کے الفاظ خواب میں بتائے گئے۔

(سنن ابی داؤد ص ۷۱،۷۲-سنن ابن ماجہ ص ۵۱-مشکوۃ المصابیح ص ۶۴)

(۲)ابن قیم جوزیہ (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ) نے لکھا۔

﴿وهذه المرائى وان لم تصح بمجردها لاثبات مثل ذلک﴾ (الروح ص ۱۶)

ترجمہ: اگر چہ ان خوابوں سے اس طرح کے مسائل کا اثبات کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۳)ابن قیم نے لکھا **﴿فاذا تواطأت رويا المومنين على شئى كان كتواطؤروايتهم له و كتواطؤ رايهم على استحسانه واستقباحه-وما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما رأوه قبيحافهو عند الله قبيح علٰى انا لم نثبت هذا بمجرد**

الرؤیا ،بل بما ذکرناہ من الحجج وغیرھا﴾(الروح ص۱۶)
ترجمہ: پس جب مومنین کے خواب کسی چیز پر ایک دوسرے کے موافق ہو جائیں تو یہ اس چیز کے بارے میں ان کی روایت کے موافق ہونے کی طرح ہوگا اور جیسا کہ ان کی رائے کا موافق ہونا کسی چیز کے مستحسن ہونے پر اور کسی چیز کے قبیح ہونے پر، اور مومنین جسے اچھا سمجھیں وہ عنداللہ اچھا ہے، اور جسے قبیح سمجھیں، وہ عنداللہ قبیح ہے، علاوہ یہ کہ ہم نے اس مسئلہ کو محض خواب سے ثابت نہیں کیا، بلکہ ان دلائل سے جو ہم نے بیان کیا اور ان کے علاوہ سے۔

توضیح: ابن قیم نے اپنی کتاب ''الروح'' کے مسئلہ اولیٰ (ص۱۰ تا ص۲۵، اور ص۱۲۴ اور ص ۱۲۵ وغیرہ) میں بہت سے خواب کا تذکرہ کیا، جس میں بتایا گیا کہ مرحومین کو تلاوت قرآن، دعاو صدقات وغیرہا کے ثواب جو بخشے جاتے ہیں، وہ انھیں تحفہ کی شکل میں ملتے ہیں۔

اسی طرح امام جلال الدین سیوطی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) نے ''شرح الصدور'' (ص ۱۲۸) میں اور امام قرطبی (م ۶۷۱ھ) نے ''التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ'' (ص ۷۴ تا ص ۸۳) میں بہت سے خوابوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اسی طرح ''شعب الایمان للبیہقی'' (ج ۱۳ ص ۳۶۵، ۳۶۶) اور ''اتحاف السادۃ المتقین'' (ج ۱۴ ص ۲۸۴ تا ص ۲۸۷) میں بہت سے خواب مذکور ہیں۔ ان میں سے بعض خواب مندرجہ ذیل ہیں۔

(۴) ﴿قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ: وَرَأَیْتُ لِبَعْضِ مَنْ یُوْثَقُ بِهٖ قَالَ- مَاتَتْ لِیْ اِمْرَاَةٌ فَقَرَأْتُ فِیْ بَعْضِ اللَّیَالِیْ اٰیَاتٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَاَهْدَیْتُهَا لَهَا وَدَعَوْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاسْتَغْفَرْتُ لَهَا وَسَاَلْتُ- فَلَمَّا كَانَ فِی الْیَوْمِ الثَّانِیْ حَدَّثَتْنِیْ اِمْرَاَةٌ تَعْرِفُهَا وَتَعْرِفُنِی- قَالَتْ لِیْ- رَاَیْتُ الْبَارِحَةَ فُلَانَةً فِی النَّوْمِ تَعْنِی الْمَیْتَةَ الْمَذْكُوْرَةَ فِیْ مَجْلِسٍ حَسَنٍ فِیْ دَارٍ حَسَنَةٍ وَقَدْ اَخْرَجَتْ لَنَا اَطْبَاقًا مِنْ تَحْتِ سَرِیْرٍ كَانَ فِی الْبَیْتِ وَالْاَطْبَاقُ مَمْلُوءَةٌ قَوَارِیْرَ اَنْوَارًا فَقَالَتْ لِیْ: هٰذَا اَهْدَاهُ لِیْ صَاحِبُ بَیْتِیْ قَالَ: وَمَا كُنْتُ اَعْلَمْتُ بِذٰلِکَ اَحَدًا﴾ (التذکرۃ للقرطبی ص۸۰)

ترجمہ: حافظ ابو محمد عبدالحق اشبیلی مالکی (۵۱۰ھ-۵۸۱ھ) نے کہا میں نے اپنے بعض قابل اعتماد

شخص کو دیکھا کہ انھوں نے کہا۔ میری ایک عورت مرگئی تو میں نے ایک رات کو قرآن مجید کی کچھ آیات پڑھی، پس میں نے وہ آیات اس عورت کو بخش دیا اور رب تعالیٰ سے دعا کیا اور اس کے لیے طلب مغفرت کی، اور رب تعالیٰ سے (بخشش کا) سوال کیا، پس جب دوسرا دن ہوا تو مجھے ایک عورت نے بتایا جو اسے اور مجھے جانتی ہے۔ اس عورت نے مجھ سے کہا کہ کل رات میں نے فلاں کو (اس کی مراد مذکورہ مرحومہ عورت تھی) خواب میں ایک اچھی مجلس میں ایک اچھے گھر میں دیکھا اور وہ گھر میں موجود ایک تخت کے نیچے سے چند تھالیاں ہمارے لیے نکالی اور تھالیاں شیشے کی، نور سے بھری ہوئی تھیں، پھر وہ مجھ سے کہی کہ یہ میرے گھر والے نے مجھے تحفہ بھیجا ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ میں نے اس (قرآن کا ثواب بخشنے و دعا و استغفار) کے بارے میں کسی کو نہیں بتایا تھا۔

(۵) ابن قیم نے جامع خلال کے حوالے سے لکھا﴿اَخْبَرَنِی الْحَسَنُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرِ بْنَ الْاَطْرُوْشِ بْنِ بِنْتِ اَبِیْ نَصْرِ التَّمَّارِ يَقُوْلُ: كَانَ رَجُلٌ يَجِیْءُ اِلٰی قَبْرِ اُمِّهٖ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَقْرَأُ سُوْرَةَ يٰسٓ فَجَاءَ فِیْ بَعْضِ اَيَّامِهٖ فَقَرَاَ سُوْرَةَ يٰسٓ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ قَسَّمْتَ لِهٰذِهِ السُّوْرَةِ ثَوَابًا فَاجْعَلْهُ فِیْ اَهْلِ هٰذِهِ الْمَقَابِرِ– فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الَّتِیْ تَلِيْهَا جَاءَ تْ اِمْرَأَةٌ فَقَالَتْ: اَنْتَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ؟ قَالَ نَعَمْ–قَالَتْ: اِنَّ بِنْتًا لِیْ مَاتَتْ فَرَاَيْتُهَا فِی النَّوْمِ جَالِسَةً عَلٰی شَفِيْرِ قَبْرِهَا فَقُلْتُ مَا اَجْلَسَكِ هٰهُنَا؟ فَقَالَتْ: اِنَّ فُلَانَ ابْنَ فُلَانَةٍ جَاءَ اِلٰی قَبْرِ اُمِّهٖ فَقَرَاَ سُوْرَةَ يٰسٓ وَ جَعَلَ ثَوَابَهَا لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ فَاَصَابَنَا مِنْ رَوْحِ ذٰلِكَ–اَوْ غُفِرَلَنَا اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ﴾

(الروح لابن القیم ص ۱۸)

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن اطروش علیہ الرحمۃ والرضوان نے بیان کیا کہ ایک آدمی اپنی ماں کی قبر کے پاس جمعہ کے دن آیا کرتا تھا اور سورہ یٰسین پڑھا کرتا تھا، پس وہ بعض جمعہ کو آیا اور سورہ یٰسین پڑھا پھر کہا۔ یا اللہ تعالیٰ! اگر تو نے اس سورہ کا ثواب عطا فرمایا ہے تو وہ اس قبرستان والوں کو عطا فرما دے۔ جب اس کے بعد والا جمعہ آیا تو ایک عورت اس کے پاس آئی اور بولی کہ تم

فلاں بن فلانہ ہو؟اس نے کہا،ہاں۔وہ عورت بولی کہ میری ایک بیٹی مرچکی ہے تو میں نے اسے اپنی قبر کے کنارے پر بیٹھی ہوئی دیکھا۔میں نے کہا کہ تم کو یہاں کس نے بٹھادیا؟ پس وہ بولی کہ فلاں بن فلانہ اپنی ماں کی قبر کے پاس آیا، پھر وہ سورہ یٰسین پڑھااوراس کا ثواب اہل قبرستان کو بخش دیا تو ہمیں اس کی برکت پہونچی، یاہماری مغفرت ہوگئی، یااس طرح کے الفاظ وہ بولی۔

اجماع حقانیت کی دلیل

قرآن خوانی کا ثواب اموات مسلمین کو اگر بخش دیا جائے تو انہیں اس کا ثواب ملتا ہے۔ باب دوم میں فقہائے اسلام کے اقوال مندرج ہیں۔اس مسئلہ پر امت مسلمہ کا اجماع ہو چکا ہے ،اورکسی غلط امر پر اجماع نہیں ہوسکتا۔وہابیہ کے معتمدین بھی اس امر سے متفق ہیں۔

(۱)﴿عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی ضَلَالَةٍ وَیَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ اِلَی النَّارِ﴾

(جامع ترمذی ج۲باب لزوم الجماعۃ-المستدرک علی الصحیحین ج ا باب العلم)

ترجمہ:حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کوکبھی بھی گمرہی پرجمع نہ فرمائے گا، یافرمایا کہ امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوکبھی بھی گمرہی پرجمع نہیں فرمائے گا، اوراللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے،اور جوجداہوا، وہ جداہوکرجہنم میں گیا۔

(۲)امام محمدغزالی شافعی (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ) نے لکھا۔

﴿اذا اتفقت کلمة الامة ولو فی لحظة،انعقد الاجماع ووجبت عصمتهم عن الخطاء﴾(المستصفیٰ ج اص ۱۹۲-دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ:جب امت مسلمہ ایک لمحہ کے لیے بھی کسی مسئلہ پرمتفق ہوگئی تو اجماع منعقد ہوگیااوراس مسئلہ میں امت کا واجبی طور پرخطا سے محفوظ ہونا ثابت ہوگیا۔

(۳)اجماع کامفہوم بتاتے ہوئے امام غزالی نے لکھا۔

﴿وما الاجماع الا اتفاق فتاویھم﴾ (المستصفیٰ ج۱ص۱۹۲)

ترجمہ: فقہائے اسلام کے فتاویٰ کا ایک دوسرے کے موافق ہو جانے ہی کا نام اجماع ہے۔

(۴) امام موصوف نے لکھا﴿وحکمہ وجوب الاتباع وتحریم المخالفة﴾

(المستصفیٰ ج۱ص۱۸۸)

ترجمہ: اجماع کا حکم اتباع کا واجب ہونا اور مخالفت کا حرام ہونا ہے۔

توضیح: کسی بھی مسلمان کو اجماع کی مخالفت کا حق حاصل نہیں، یعنی بطریق اجماع امت ثابت ہونے والے امر کو تسلیم کرنا ضروری اور مخالفت کرنا حرام ہے، اور صدیوں سے اس بات پر اجماع قائم ہے کہ ایک مومن اپنے اعمال صالحہ میں سے ہر عمل خیر کا ثواب دوسرے مومن کو ہدیہ کر سکتا ہے، خواہ وہ عبادات بدنیہ ہوں یا عبادات مالیہ۔

(۵) علامہ سید احمد طحطاوی (م۱۲۳۱ھ) نے ''الدر المختار'' کی شرح میں ''باب الذبائح'' میں لکھا:

﴿من شذ عن جمہور اھل الفقه والعلم والسواد الاعظم فقد شذ فیما یدخله فی النار-فعلیکم معشر المسلمین باتباع الفرقة الناجیة المسماة باھل السنة والجماعة-فان نصرة اللّٰه تعالٰی و توفیقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه فی مخالفتهم-وھذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی مذاھب اربعة-وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون رحمهم اللّٰه تعالٰی-ومن کان خارجًا عن ھذه الاربعة فی ھذا الزمان، فھو من اھل البدعة والنار﴾

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج۴ص۱۵۳-دار المعرفۃ بیروت)

ترجمہ: جو جمہور اہل فقہ واہل علم اور سواد اعظم سے الگ ہوا، پس وہ اس میں الگ ہو کر گیا جو اسے جہنم میں داخل کر دے گا، پس اے جماعت مسلمین! تم پر فرقہ ناجیہ کی پیروی لازم ہے جس کا نام اہل سنت وجماعت ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اس کی توفیق ان کی موافقت میں ہے ، اور اللہ کا خذلان اور اللہ کی ناراضگی ان کی مخالفت میں ہے، اور یہ جماعت آج چار مذاہب پر مجتمع ہو چکی ہے۔ وہ احناف ومالکیہ اور شوافع وحنابلہ ہیں، اور جو اس زمانے میں ان چار مذاہب

سے خارج ہو، وہ اہل بدعت اور جہنمی ہے۔

(۶) امام ابن نجیم مصری (۹۲۶ھ-۹۷۰ھ) نے لکھا ﴿**والاجماع قد انعقد علی عدم العمل بمذهب مخالف للائمة الاربعة**﴾ (الاشباہ والنظائر ص ۸۹)

ترجمہ: ائمہ اربعہ کے مخالف مذہب پر عمل نہ کرنے پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔

(۷) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۱۴ھ-۱۱۷۶ھ) نے لکھا ﴿**لما اندرست المذاهب الحقة الا هذه الاربعة كان اتباعها اتباعا للسواد الاعظم والخروج عنها خروجًا عن السواد الاعظم**﴾ (عقد الجید ص ۳۷-استنبول ترکی)

ترجمہ: جب مذاہب حقہ میں سے صرف یہی چار مذہب (حنفی مالکی شافعی حنبلی) باقی رہ گئے تو ان کی پیروی سواد اعظم کی پیروی ہے، اور ان سے نکلنا سواد اعظم سے نکلنا ہے۔

(۸) ﴿**عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ يَجْمَعُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ عَلَى الضَّلاَلَةِ اَبَدًا -وَقَالَ يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ، فَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ، فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ**﴾

(المستدرک علی الصحیحین ج ۱ ص ۱۹۹-دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی بھی گمرہی پر جمع نہ فرمائے گا، اور فرمایا اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے، پس (اہل اسلام کے) سواد اعظم کی پیروی کرو، اس لیے کہ جو اس (سواد اعظم) سے جدا ہوا، وہ جدا ہو کر جہنم میں گیا۔

توضیح: واضح رہے کہ اہل سنت و جماعت ہی سواد اعظم ہے، اور وہابی، قادیانی، مودودی وغیرہا سب نئے فرقے ہیں، جو آج سے کچھ مدت پہلے وجود میں آئے۔ حضرت تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح کے گمراہ فرقوں کے بارے میں پہلے ہی اپنے صحابہ کرام کو بتا دیا تھا۔

(۹) ﴿**عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِى اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَاتُونَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَائُكُمْ -فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يُفْتِنُونَكُمْ**﴾ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں بڑے دھوکہ باز، بڑے جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے۔ وہ تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جو نہ تم نے سنا اور نہ تمہارے مومن آباواجداد نے، پس تم ان سے بچو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کردیں۔

توضیح: قرآن خوانی کے تعلق سے ہمیشہ علمائے اسلام جواز کے قائل رہے ہیں۔ دین کی باتوں میں ہر ایک پر بھروسہ نہ کریں۔ اگر کوئی خود گمراہ ہوگا تو تمہیں بھی گمراہ کردے گا۔

(۱۰)﴿عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ﴾ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱)

ترجمہ: مشہور تابعی امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ (۳۳ھ-۱۱۰ھ) نے فرمایا کہ یہ علم، دین ہے، پس اس کے بارے میں تحقیق کرلو، جس سے تم اپنا دین حاصل کررہے ہو۔

اذکار وتسبیحات

(۱) محدث شہیر ملا علی قاری حنفی (۹۳۰ھ-۱۰۱۴ھ) نے تحریر فرمایا۔

﴿قال الشیخ محی الدین بن العربی انه بلغنی عن النبی صلی الله علیه وسلم- اَنَّ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سَبْعِيْنَ اَلْفًا غُفِرَ لَهٗ وَمَنْ قِيْلَ لَهٗ غُفِرَلَهٗ اَيْضًا-فکنت ذکرت التهلیلة بالعدد المروی من غیر ان انوی لاحد بالخصوص بل علی الوجه الاجمال فحضرت طعاما مع بعض الاصحاب وفیهم شاب مشهور بالکشف فاذا هو فی اثناء الاکل اظهر البکاء-فسألته فقال ارٰی امی فی العذاب فوهبت فی باطنی ثواب التهلیلة المذکورة لها فضحک وقال انی اراها الآن فی حسن المآب-قال الشیخ فعرفت صحة الحدیث بصحة کشفه وصحة کشفه بصحة الحدیث﴾ (مرقاۃ المفاتیح ج ۳ ص ۲۰۰)

ترجمہ: حضرت محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے حضور اکرم اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی حدیث پہونچی کہ جس نے ستر ہزار بار ''لا الہ الا اللہ'' پڑھا، اس کی مغفرت ہو جائے گی، اور جس کے لیے پڑھا گیا، اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی، اور میں نے مذکورہ تعداد کے مطابق ''لا الہ الا اللہ'' کا ذکر کیا تھا، بالخصوص کسی کے لیے نیت کیے بغیر، بلکہ بطریق اجمال، پس میں بعض دوستوں کے ساتھ ایک کھانے (کی دعوت میں) حاضر ہوا، اوران لوگوں میں، کشف میں مشہور ایک جوان تھا، پس اس نے کھانے کے درمیان گریہ وزاری ظاہر کی تو میں نے اس سے سبب پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں اپنی ماں کو عذاب میں دیکھ رہا ہوں تو میں نے اپنے دل میں مذکورہ ورد ''لا الہ الا اللہ'' کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا، پس وہ ہنسنے لگا اور کہا کہ میں اب اپنی ماں کو اچھے ٹھکانے میں دیکھ رہا ہوں۔ شیخ ابن عربی نے فرمایا کہ میں نے حدیث کی صحت کو اس کے کشف کی صحت کی وجہ سے جانا، اوراس کے کشف کی صحت کو حدیث کی صحت کی وجہ سے جانا۔

توضیح: اس حدیث تہلیل سے متعلق استاد عبدالعزیز ملیباری نے لکھا۔

﴿فی الفتوحات المکیة لابن العربی –اتفق الحفاظ علٰی صحته﴾

(دررالفوائد شرح شرح العقائد ص ۸۸۰- کیرلا)

ترجمہ: شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵۶۰ھ-۶۳۸ھ) کی کتاب ''فتوحات مکیہ'' میں ہے کہ حفاظ حدیث اس حدیث کی صحت پر متفق ہیں۔

استاد عبدالعزیز ملیباری نے لکھا کہ اس حدیث کی امام احمد بن حنبل اور حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری نے تخریج کی۔ اور کہا۔ ''واسناد احمد صحیح''۔ یعنی امام احمد بن حنبل کی سند صحیح ہے۔

(دررالفوائد شرح شرح العقائد ص ۸۸۰- کیرلا)

(۲) ابن تیمیہ حرانی (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) نے لکھا ﴿اذا هلل الانسان هكذا سبعون الفا او اقل او اكثر و اهديت اليه نفعه الله بذلک﴾ (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۲۴ ص ۱۸۰)

ترجمہ: جب انسان اس طرح ستر ہزار بار یا کم وبیش ''لا الہ الا اللہ'' پڑھے، اوراس کا ثواب مردہ کو بخشا جائے تو مردہ کو رب تعالیٰ اس سے نفع پہونچاتا ہے۔

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ﴿زَوِّدُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

(کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۵۱-مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

ترجمہ: اپنے مردوں کو ''لا الہ الا اللہ'' کا توشہ دو۔

توضیح: یعنی کلمہ طیبہ پڑھ کر اپنے مرحومین کو ثواب بخشو۔صرف اموات مسلمین ہی کو نہیں، بلکہ زندہ مومنین کو بھی اعمال صالحہ کا ثواب ہدیہ کیا جاسکتا ہے۔حدیث درج ذیل ہے۔

(۴)﴿عَنْ صَالِحِ بْنِ دِرْهَمٍ يَقُوْلُ اِنْطَلَقْنَا حَاجِّيْنَ فَاِذَا رَجُلٌ ! فَقَالَ لَنَا: اِلٰى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا الْاُبُلَّةُ ؟قُلْنَا نَعَمْ،قَالَ: مَنْ يَضْمَنُ لِيْ مِنْكُمْ اَنْ يُصَلِّيَ لِيْ فِيْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ اَوْ اَرْبَعًا وَ يَقُوْلُ هٰذِهٖ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ–الحديث﴾

(سنن ابی داؤد ص ۵۹۲-مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۶۸)

ترجمہ: حضرت صالح بن درہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حج کرنے گئے تو ایک آدمی (ابو ہریرہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ملے، پس انہوں نے ہم سے کہا کہ تمہارے گاؤں کے قریب ایک گاؤں ہے، جسے ابلہ کہا جاتا ہے؟ ہم نے کہا، ہاں۔انہوں نے فرمایا کہ تم میں سے کون میرے لیے ذمہ داری قبول کرتا ہے کہ وہ مسجد عشار میں میرے لیے دو یا چار رکعت نماز پڑھے،اور کہے کہ یہ ابو ہریرہ کے لیے ہے۔

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازوں کا ثواب دوسروں کو بخشا جاسکتا ہے۔اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ زندوں کو بھی اپنے عمل خیر کا ثواب ہدیہ کرنا صحیح ہے۔

نظام الٰہی

رب تعالیٰ کا نظام رحمت ایسا ہے کہ عمل خیر کرنے والا ثواب دوسروں کو بخشے یا نہ بخشے،اس کے عمل خیر کا ثواب دوسروں کو ملتا رہتا ہے۔چاہے عامل کو اس کی خبر بھی نہ ہو،اوراسی طرح اس کے عمل بد کا گناہ بھی دوسرے کو ملتا رہتا ہے۔اس کے متعدد اسباب و وجوہات ہیں۔ماقبل میں اس سے متعلق قرآنی آیات مرقوم ہوئی ہیں۔احادیث مقدسہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)﴿عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ،لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا

وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلَ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَایَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَیْئًا-رواه مسلم﴾ (مشکوٰۃ المصابیح ص۲۹-صحیح مسلم ج۲ص۳۴۱-سنن ترمذی ج۲ص۹۶-سنن ابی داؤدص۶۵۳-سنن ابن ماجہ ص۱۹)

ترجمہ:حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:جس نے کسی ہدایت کی طرف دعوت دی،اس کے لیے اجروثواب ہے،ان لوگوں کے اجروثواب کی طرح،جنہوں نے اس کی پیروی کی،ان لوگوں کےاجروثواب میں سے کچھ کم کیے بغیر،اورجس نے کسی گمرہی کی دعوت دی،اس کے لیے گناہ ہے،ان لوگوں کے گناہ کی طرح،جنہوں نے اس کی پیروی کی،ان لوگوں کے گناہ میں سے کچھ کم کیے بغیر۔

(۲)﴿عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِیْرٍعَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ......مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُمَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ-وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَیِّئَةً کَانَ عَلَیْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْءٌ﴾ (صحیح مسلم ج۱ص۳۲۷-جامع ترمذی ج۲ص۹۶-سنن ابن ماجہ ص۱۸-سنن نسائی ج۱ص۲۷۴-مشکوٰۃ المصابیح ص۳۳)

ترجمہ:حضرت منذر بن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد سے روایت کیا کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:جس نے مذہب اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا،اس کے لیےاس کا اجر ہے،اوراس کا اجرجس نے اس کے بعداس پرعمل کیا،ان کےاجر سے کچھ کم کیے بغیر،اورجس نے مذہب اسلام میں کوئی براطریقہ رائج کیا،اس پراس کا گناہ ہے،اوراس کا گناہ جس نے اس پراس کے بعدعمل کیا،ان کے گناہوں سے کچھ کم کیے بغیر۔

مذکورہ بالا حدیث مبارک کی تشریح میں امام نووی شافعی(۶۳۱ھ-۶۷۶ھ) نے لکھا۔

﴿فیہ الحث علی الا بتداء بالخیرات وسن السنن الحسنات والتحذیر من اختراع الاباطیل والمستقبحات﴾ (شرح نووی علیٰ مسلم ج۱ص۳۲۷)

ترجمہ:اس حدیث میں نیک کاموں کوشروع کرنے اوراچھے طریقے جاری کرنے کی ترغیب ہے،

اور باطل وقبیح طریقے جاری کرنے سے ڈرانا ہے۔

(۳)﴿عَنْ بَلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اَحْيٰى سُنَّةً مِنْ سُنَّتِيْ قَدْ اُمِيْتَتْ بَعْدِيْ فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئاً وَمَنْ اِبْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلَ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا﴾ (جامع ترمذی ج۲ص۹۶-سنن ابن ماجہ ص۱۹-مشکوۃ المصابیح ص۳۰)

ترجمہ:حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری کسی ایسی سنت کو زندہ کیا، جو میرے بعد مردہ ہوگئی تھی،تو اس کے لیے اجر ہے،ان لوگوں کے اجر کی طرح ،جنہوں نے اس پر عمل کیا،ان لوگوں کے اجر میں سے کچھ کم کیے بغیر،اور جس نے کسی گمرہی والی بدعت کو رائج کیا،جس سے اللہ اور اس کے رسول راضی نہیں،اس پر ان لوگوں کی طرح گناہ ہے، جنہوں نے اس پر عمل کیا،ان لوگوں کے گناہوں میں سے کچھ کم کیے بغیر۔

(۴)﴿قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا وَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ﴾ (صحیح بخاری ج۱ص۱۷۱-صحیح مسلم ج۲ص۶۰-جامع ترمذی ج۲ص۹۶-مشکوۃ المصابیح ص۳۲)

ترجمہ:حضور اقدس سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی کا بطریق ظلم قتل ہوتا ہے تو اس گناہ کا ایک حصہ حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے قابل کو ملتا ہے، کیونکہ اسی نے (بطریق ظلم) قتل کا طریقہ جاری کیا۔

(۵)﴿عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتْ اِبْنَتُهُ اِثْنَتَىْ عَشَرَةَ سَنَةً وَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَاَصَابَتْ اِثْمًا فَاِثْمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ﴾

(شعب الایمان للبیہقی ج۱۲ص۵۰۶-مشکوۃ المصابیح ص۲۷۱)

ترجمہ: حضور اقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: توریت میں لکھا ہے کہ جس کی بیٹی بارہ سال کی ہوگئی، اور اس نے اس کی شادی نہیں کی، پس وہ گناہ کو پہونچی تو اس کا گناہ اس (باپ) پر ہے۔

(۶) حضور اقدس تاجدار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیصر روم کو خط میں تحریر فرمایا۔

﴿فَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِدِعَایَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ یُوْتِکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَاِنَّ عَلَیْکَ اِثْمَ الْیَرِ یْسِیِّیْنَ﴾ (صحیح بخاری ج اص ۵)

ترجمہ: میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر تم نے ایمان نہ لایا تو تمہارے متبعین کا گناہ بھی تم کو ہوگا۔

توضیح: مذکورہ احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو گناہ کا سبب بنتا ہے، وہ بھی گنہ گار ہوگا۔ مسلمانوں کو خود بھی گناہوں سے بچنا چاہئے، اور دوسروں کو بھی گناہوں سے بچانا چاہئے۔

توضیح: اس مضمون کی بہت سی احادیث طیبہ صحاح ستہ میں وارد ہیں۔ اب ایصال ثواب کے منکرین سے سوال ہے کہ اگر کسی شہر میں تمام مسلمان دینی علم سے ناواقف تھے۔ ایک بندۂ مومن نے انہیں قرآن کی تعلیم دی، اور انہیں روزانہ تلاوت قران کی ترغیب دی، اور اس بندۂ خدا کی ایک مدت کے بعد موت ہوگئی۔ اس کے زمانے سے آج تک وہاں کے مسلمان روزانہ تلاوت قرآن کرتے آرہے ہیں تو اس بندۂ مومن کو اس تلاوت قرآن کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ اگر تلاوت قرآن کا ثواب اس معلم کو ملتا ہے تو یہ قرآن خوانی کا ثواب دوسروں تک پہنچنا ہوا۔ اگر ثواب نہیں ملتا ہے تو مذکورہ بالا احادیث کریمہ کا کیا مفہوم ہے کہ نیک عمل کی دعوت دینے والے کو بھی ثواب ملتا ہے؟ احادیث کریمہ سے تلاوت قرآن کی تخصیص کیسے ثابت ہوگی؟

☆☆☆☆☆

باب دوم

قرآن خوانی اور فقہائے اسلام کے اقوال

فقہ حنفی

(۱) شیخ الاسلام امام برہان الدین مرغینانی (۵۳۰ھ-۵۹۳ھ) تحریر فرمایا۔

﴿الاصل فی هذا الباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلٰوةً او صومًا اوصدقةً اوغیرها عند اهل السنة والجماعة﴾ (الہدایۃ اولین ص۲۹۶)

ترجمہ: اہل سنت وجماعت کے یہاں اس باب میں اصل یہ ہے کہ انسان کے لیے جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کو دیدے۔ نماز ہو یا روزہ، یا صدقہ، یا اس کے علاوہ۔

(۲) ''اوغیرہا'' کی تشریح کرتے ہوئے علامہ بدرالدین عینی (۷۶۲ھ-۸۵۵ھ) نے لکھا۔

﴿کالحج وقرأة القرآن والاذکار﴾ (البنایۃ شرح الہدایہ ج۴ ص۴۲۳)

ترجمہ: جیسے حج، تلاوت قرآن اوراذکار (کا ثواب دوسرے کو بخش دے)

(۳) امام ابن ہمام حنفی (۷۹۰ھ-۸۶۱ھ) نے اسی عبارت کی تشریح میں لکھا۔

﴿کتلاوة القرآن والاذکار﴾ (فتح القدیر ج۳ ص۱۴۲ - دارالفکر بیروت)

ترجمہ: جیسے تلاوت قرآن اوراذکار (کا ثواب دوسرے کو بخش دے)

توضیح: مذکورہ بالا دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ حج، تلاوت قرآن اوراذکار ووظائف کا ثواب دیگر مومنین کو بخش دینا درست ہے۔

(۴) علامہ بدرالدین عینی حنفی (۷۶۲ھ-۸۵۵ھ) نے تحریر فرمایا۔

﴿مما یدل علٰی هذا ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر وزمان ویقرؤون القرآن ویهدون ثوابه لموتاهم وعلٰی هذا اهل الصلاح والدیانة من کل مذهب

من المالكية والشافعية وغيرهم-ولا ينكر ذلک منکر فکان اجماعًا﴾

(البنایۃ شرح الہدایہ ج۴ص۴۲۳)

ترجمہ: اس کے دلائل میں سے یہ ہے کہ ہر زمانے میں مسلمان جمع ہوکرقرآن پڑھتے ہیں،اور اس کا ثواب اپنے مرحومین کوبخشتے ہیں،اور ہر مذہب یعنی مالکیہ اورشوافع وغیرہم کے اہل صلاح و متدین علمااسی مسلک پر ہیں،اورکوئی منکراس کاانکارنہیں کرتا ہےتواس پراجماع ہوگیا۔

(۵) محدث شہیر ملاعلی قاری حنفی (۹۳۰ھ-۱۰۱۴ھ) نے لکھا۔

﴿ان المسلمين ما زالوا فی کل عصر ومصر يجتمعون ويقرؤون لموتاهم من غير نکير فکان ذلک اجماعًا-ذکر ذلک کله الحافظ شمس الدين بن عبد الواحد المقدسی الحنبلی﴾ (مرقاۃ المفاتیح ج۴ص ۱۷۴)

ترجمہ: مسلمان ہرشہراور ہر زمانے میں بلاکسی انکار کے جمع ہوکراپنے مرحومین کے لیےقرآن خوانی کرتے ہیں تو یہ اجماع امت ہوگیا۔حافظ شمس الدین حنبلی (م۶۰۰ھ) نے ان تمام باتوں کا تذکرہ کیا ہے۔

(۶) علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی (۹۹۴ھ-۱۰۶۹ھ) نے لکھا۔

﴿فللانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره عند اهل السنة والجماعة صلاةً کان اوصوماً اوحجاً اوصدقةً او قرأة القرآن او الاذکار او غير ذالک من انواع البر ويصل ذلک الی الميت وينفعه﴾ (مراقی الفلاح ص۲۴۱-جامع الازہر مصر)

ترجمہ: اہل سنت وجماعت کے یہاں مسلمان کے لیے جائز ہے کہ اپنےعمل کا ثواب اپنے غیر کے لیے کردے،نماز ہو یاروزہ،حج ہو یا صدقہ،تلاوت قرآن ہو یااذکار یاان کے علاوہ نیک اعمال اوراس کا ثواب میت تک پہونچے گا،اوراسے نفع دے گا۔

(۷) علامہ سید ابن عابدین شامی حنفی (۱۱۹۸ھ-۱۲۵۲ھ) نے تحریر فرمایا۔

﴿صرح علمائنا فی باب الحج عن الغير بان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاةً اوصومًا اوصدقةً اوغيرها کذا فی الهداية-بل فی زکاة التاتر

خانية عن المحيط–الافضل لمن يتصدق نفلًا ان ينوی لجميع المو منين و المومنات لانها تصل اليهم ولا ينقص من اجرها شیء﴾

ترجمہ: ہمارے علمانے ''باب الحج عن الغیر'' میں تصریح فرمایا ہے کہ مسلمان کے لیے جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کے لیے کردے، نماز ہو یا روزہ، یا صدقہ، یا اس کے علاوہ، بلکہ فتاویٰ تاتارخانیہ کے باب الزکوٰۃ میں محیط سرخسی سے نقل ہے کہ نفل صدقہ کرنے والے کے لیے افضل یہ ہے کہ تمام مومنین اور مومنات کے لیے نیت کرے، اس لیے کہ اس کا ثواب ان تمام کو ملے گا اور صدقہ کرنے والے کا کچھ اجر کم نہ ہوگا۔

(۸) علامہ ابن عابدین شامی نے تحریر فرمایا﴿**فی البحر: من صلّٰی او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة و الجماعة كذا فی البدائع–ثم قال وبهذ اعلم انه لافرق بين ان يكون المجعول ميتًا او حيًّا–و الظاهر انه لافرق بين ان ينوی به عند الفعل للغير او يفعله لنفسه ثم بعد ذلک يجعل ثوابه لغيره لاطلاق كلامهم ولافرق بين الفرض والنفل﴾**

(ردالمحتار ج۲ص۲۶۴-دارالفکر بیروت)

ترجمہ: بحرالرائق میں ہے کہ جس نے روزہ رکھا، یا نماز پڑھا، یا صدقہ دیا اور اس کا ثواب مردوں یا زندوں میں سے اپنے علاوہ کسی کو بخش دیا تو جائز ہے، اور اس کا ثواب اہل سنت وجماعت کے یہاں انہیں ملے گا، اور ایسا ہی ''البدائع والصنائع'' میں ہے۔ پھر صاحب بحرالرائق نے فرمایا کہ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کوئی فرق نہیں اس میں کہ جسے ثواب بخشا گیا، وہ زندہ ہو یا مردہ، اور ظاہر یہ ہوتا ہے کہ کچھ فرق نہیں ہے اس میں کہ عمل کے وقت غیر کے لیے نیت کرے، یا اسے اپنے لیے کرے، پھر اس کے بعد اس کا ثواب اپنے غیر کو بخش دے۔ فقہا کے کلام کے مطلق ہونے کی وجہ سے، اور یہ کہ فرض ونفل کے درمیان کچھ فرق نہیں ہے۔

(۹) ہندوستان کی مشہور عالم تصنیف ''فتاویٰ ہندیہ'' میں ہے﴿**حكی عن ابی بكر بن ابی سعيد انه قال: يستحب عند زيارة القبور قرأة سورة الاخلاص سبع مرات فانه**

بلغني من قرأها سبع مرات ان كان ذلك الميت غير مغفور له يغفر له،وان كان مغفورا له غفر لهذا القارى ووهب ثوابه للميت كذا فى الذخيرة فى فصل قرأة القرآن﴾(فتاویٰ عالم گیری ج۵ص۳۵۰-داراحیاءالتراث الاسلامی بیروت)

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن ابوسعید علیہ الرحمۃ والرضوان سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: زیارت قبور کے وقت سات مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھنا مستحب ہے،اس لیے کہ مجھے یہ روایت پہنچی کہ جس نے اس سورہ کو سات مرتبہ پڑھا،تو اگر وہ میت غیر مغفور ہے تو اس کی بخشش ہو جائے گی ،اور اگر وہ مغفور ہے تو پڑھنے والے کی مغفرت ہو جائے گی،اور اس کا ثواب میت کو بخش دے۔

(۱۰)﴿اذا اراد زيارة القبور يستحب له ان يصلى فى بيته ركعتين، يقرء فى كل ركعة الفاتحة وآية الكرسى مرةً واحدةً والاخلاص ثلاث مرات ويجعل ثوابها للميت،يبعث اللّٰه تعالٰى الى الميت فى قبره نورًا–ويكتب للمصلى ثوابًا كثيرًا﴾(فتاویٰ ہندیہ ج۵ص۳۵۰)

ترجمہ: جب زیارت قبور کا ارادہ کرے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ اپنے گھر میں دو رکعت نماز پڑھے۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور سورۃ الاخلاص تین مرتبہ پڑھے،اور اس کا ثواب میت کو بخش دے۔اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں نور بھیجے گا،اور مصلی کے لیے بہت زیادہ ثواب لکھا جائے گا۔

(۱۱)علامہ شامی نے زائر قبر کے احکام رقم فرماتے ہوئے لکھا﴿يقول السلام عليكم دار قومٍ مومنين وانا ان شاء اللّٰه بكم لاحقون ويقرء يٰسٓ–وفى الحديث من قرء الاخلاص احد عشر مرةً ثم وهب اجرها للاموات،اعطى الاجر بعدد الاموات ويقرء يٰسٓ كما ورد "من دخل المقابر فقرء سورةيٰسٓ،خفف اللّٰه عنهم يومئذ وكان له بعدد من فيها حسنات"(بحر) وفى شرح اللباب–ويقرأ من القرآن ما تيسر له من الفاتحة واول البقرة الى المفلحون وآية الكرسى (بقرة:۲۵۵) وآمن الرسول (بقرة:۲۸۵) و سورة يٰسٓ وتبارك الملك وسورة التكاثر

والاخلاص اثنی عشر مرةً اوعشرًا او سبعاً اوثلاثًا ثم یقول:اللھم اوصل ثواب ما قرأناہ الی فلان او الیھم﴾(ردالمحتار ج۲ص۲۶۳)

ترجمہ:قبر کی زیارت کرنے والا کہے: ''**السلام علیکم دار قوم مومنین وانا ان شاء اللّٰہ بکم لاحقون**''اورسورہ یٰسین پڑھے،اورحدیث میں ہے کہ جس نے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھا،پھراس کا ثواب مردوں کوبخش دیا تو اسے مردوں کی تعداد کے برابر اجر عطا کیا جائے گا،اورزائرسورہ یٰسین پڑھے،اس لیے کہ حدیث میں وارد ہے کہ جوقبرستان گیا،پھرسورہ یٰسین پڑھاتو اس دن رب تعالیٰ اہل قبرستان سے تخفیف عذاب فرماتا ہے،اور قاری کو اہل قبرستان کی تعداد کے مطابق ثواب ہوتا ہے(بحرالرائق)،اورشرح لباب میں ہے کہ زائرکو جو کچھ قرآن میسر ہویعنی سورۂ فاتحہ اورسورہ بقرہ مفلحون تک اورآیۃ الکرسی اورآمن الرسول اورسورہ یٰسین اورتبارک اورسورۂ تکاثر اورسورہ اخلاص بارہ مرتبہ،یادس مرتبہ،یاسات مرتبہ،یا تین مرتبہ پڑھے،پھرکہے:

یااللہ تعالیٰ!جوکچھ ہم نے پڑھا ہے،اس کا ثواب فلاں کو،یاان تمام اہل قبرستان کوپہنچادے۔

(۱۲)امام ابن ہمام(۷۹۰ھ-۸۶۱ھ)نے ایصال ثواب کے دلائل لکھنے کے بعدتحریرفرمایا۔

﴿**فھذہ الآثار وما قبلھا وما فی السنة ایضًا من نحوھا عن کثیر قد ترکناہ لحال الطول یبلغ قدر المشترک بین الکل وھو ان من جعل شیئًا من الصالحات لغیرہ نفعه اللّٰہ به مبلغ التواتر**﴾(فتح القدیرج۳ص۱۴۳-دارالفکر بیروت لبنان)

ترجمہ:پس یہ اوراس سے ماقبل کے آثاراورنیز جوحدیث میں اس طرح بہت سے حضرات سے مروی ہے،اسے ہم نے طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔تمام کے مابین قدرمشترک درجہ تواتر تک پہنچتا ہے،اوروہ یہ کہ جس نے اپنے نیک اعمال میں سے کوئی چیز دوسرے کوبخش دیا تو رب تعالیٰ اسے(غیرکو)اس کے ذریعہ نفع عطا فرماتا ہے۔

توضیح: مذکورہ بالاعبارتوں سے واضح ہوگیا کہ اپنے اعمال کا ثواب دیگرمومنین کوبخش دینا قریباً متواتر ہے۔مذہب اسلام میں اس کے انکارکی گنجائش نہیں۔واضح رہے کہ صاحب فتح القدیر

امام کمال الدین المعروف بہ ابن الہمام الحنفی (۷۹۰ھ-۸۶۱ھ) اصحاب ترجیح میں سے ہیں، جیسا کہ علامہ شامی کی ''شرح عقود رسم المفتی'' میں مذکور ہے۔

فقہ مالکی

(۱) امام محمد بن احمد بن عرفہ دسوقی مصری مالکی (م ۱۲۳۰ھ-۱۸۱۵ء) نے رقم فرمایا۔

﴿فی اٰخر نوازل ابن رشد فی السوال عن قوله تعالٰی ﴿وان لیس للانسان إلاما سعی﴾ قال: وان قرأ الرجل واهدی ثواب قرأته للمیت جاز ذلک وحصل للمیت أجره–وقال ابن هلال فی نوازله الذی افتٰی به ابن رشد وذهب الیه غیر واحد من ائمتنا الأندلسیین ان المیت ینتفع بقرأ ة القرآن الکریم ویصل الیه نفعه ویحصل له اجره اذا وهب القاری ثوابه له وبه جرٰی عمل المسلمین شرقًا وغربًا ووقفوا علٰی ذٰلک اوقافا واستمر علیه الامرمنذ ازمنة﴾

(حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ا ص ۴۲۳ - داراحیاء الکتب العربیہ قاہرہ)

ترجمہ: نوازل ابن رشد کے اخیر میں رب تعالیٰ کے قول ﴿وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ سے متعلق سوال میں ہے۔انہوں نے فرمایا کہ اگر آدمی تلاوت قرآن کرے، اور اپنی تلاوت کا ثواب میت کو بخش دے تو یہ جائز ہے، اور میت کو اس کا اجر حاصل ہوگا، اور ابن ہلال نے اپنی کتاب نوازل میں وہی قول کیا، جس کا فتویٰ ابن رشد نے دیا اور ہمارے بہت سے اندلسی علما اسی طرف گئے ہیں کہ میت کو قرآن مجید کی تلاوت سے نفع ہوتا ہے، اور میت تک اس کا نفع پہونچتا ہے، اور اس کو اس کا اجر ملتا ہے جب قاری اس کا ثواب اس کو بخش دے، اور اسی پر شرق وغرب میں مسلمانوں کا عمل جاری ہے، اور اسی بنیاد پر بہت سے اوقاف وقف کیے اور ایک زمانے سے اسی پر امر مستمر ہو گیا۔

(۲) شیخ احمد صاوی مالکی (۱۱۷۵ھ-۱۲۴۱ھ) نے لکھا ﴿**ان القرأة تصل للمیت وانها عند القبر احسن مزیة**﴾ (بلغۃ السالک لاقرب المسالک علی الشرح الصغیر ج ا ص ۲۱۶- قاہرہ)

ترجمہ: تلاوت قرآن کا ثواب میت کو پہونچتا ہے، اور تلاوت، قبر کے پاس زیادہ بہتر ہے۔

(۳) امام ابوعبداللہ قرطبی مالکی (م ۶۷۱ھ) نے لکھا۔

﴿انه یصل الی المیت ثواب ما یقرأ ویدعیٰ ویستغفر ویتصدق علیه﴾

(التذکرۃ فی احوال الموتیٰ وامور الاخرۃ ص ۷۴- دار الفکر بیروت)

ترجمہ: مردہ کو اس کے لیے تلاوت قرآن اور دعا اور استغفار کیے جانے اور اس پر صدقہ کیے جانے کا ثواب پہونچتا ہے۔

(۴) امام ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی مالکی نے اس مسئلہ کی توضیح کرتے ہوئے لکھا۔

﴿اصل هذا الباب الصدقة التی لااختلاف فیها فکما یصل للمیت ثوابها فکذلک تصل قرأة القرآن والدعاء والاستغفار،اذ کل ذلک صدقة فان الصدقة لا تختص بالمال﴾ (التذکرۃ ص ۷۴)

ترجمہ: اس باب میں اصل صدقہ ہے، جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، پس جیسے میت کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے، اسی طرح تلاوت قرآن اور دعا واستغفار کا ثواب ملے گا، کیونکہ یہ سب صدقہ ہے۔ اس لیے کہ صدقہ مال کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

توضیح: اس کے بعد امام قرطبی نے احادیث طیبہ کی روشنی میں مالی وغیر مالی مختلف قسم کے صدقات کا بیان فرمایا۔

فقہ شافعی

(۱) فتاویٰ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ) میں ہے ﴿سئل نفع اللّٰه به عمن مر بمقبرة فقرأ الفاتحة واهداها لهم فهل تقسم بینهم او یصل لکل منهم مثل ثوابها کاملًا—فاجاب بقوله،افتیٰ جمع بالثانی وهو اللائق بسعة الفضل﴾

(الفتاوی الکبریٰ الفقهیه ج ۲ ص ۲۴- دار الکتب العلمیه بیروت)

ترجمہ: علامہ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ) سے سوال کیا گیا کہ جو قبر کے پاس سے

گزرے، پھر سورہ فاتحہ پڑھے اوراس کا ثواب اہل قبرستان کوبخش دے تو کیا ثواب اہل قبرستان کے درمیان تقسیم ہوگا، یا ان میں سے ہر ایک کواس کے ثواب کے مثل کامل مقدار میں ملے گا؟

علامہ ہیتمی نے جواب دیا کہ جماعت فقہا نے دوسری شکل کا فتویٰ دیا، اوررب تعالیٰ کے وسعت فضل کے مطابق یہی ہے۔(یعنی سب کو برابر ثواب ملے گا، نہ کہ تقسیم ہوگا)

(۲)مفسر قرآن شیخ سلیمان جمل (م۱۲۰۴ھ) نے لکھا﴿ویصل ثواب القرأة إذا وجد واحدا من ثلاثة امور–القرأة عند قبره والدعاء له عقبها ونیته حصول الثواب له﴾(الجمل علی شرح المنہج ج۴ص ۶۷-داراحیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: تلاوت قرآن کا ثواب مردے کوپہونچے گا جبکہ تین امور میں سے کوئی ایک امر پایا جائے۔(۱)مردے کی قبر کے پاس تلاوت قرآن کرنا(۲) بعد تلاوت مردے کیلئے دعاء کرنا یعنی ثواب بخشنا(۳) قاری کا مردے کیلئے حصول ثواب کی نیت کرنا۔

(۳)امام شہاب الدین قلیوبی (م۱۰۶۹ھ) نے لکھا۔

﴿ثواب القرأة للقاری ویحصل مثله ایضًا للمیت لکن ان کانت بحضرته او بنیته اویجعل مثل ثوابها بعد فراغها علی المعتمد فی ذلک﴾ (حاشیتان للقلیوبی وعمیرة علی المحلی ج۳ص ۱۷۴-ممبئ)

ترجمہ: قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب قاری کے لیے ہے، اوراسی کی مثل ثواب میت کوبھی ملے گا، بشرطیکہ میت کی قبر کے پاس ہو، یا میت کی نیت کے ساتھ ہو، یا قاری تلاوت سے فراغت کے بعداس کے ثواب کی مثل میت کوبخش دے۔اس بارے میں یہی معتمد مسلک ہے۔

(۴)امام شمس الدین رملی مصری(۹۱۹ھ-۱۰۰۴ھ) نے تحریر فرمایا﴿وفی القرأة وجه وهو مذهب الائمة الثلاثة بوصول ثوابها للمیت بمجرد قصده بها واختاره کثیر من ائمتنا وحمل جمع الاول علی قرأته لا بحضرة المیت ولا بنیة القاری ثواب قرأته له او نواه ولم یدع﴾ (نہایۃ المحتاج ج۶ص ۹۳-دارالفکر بیروت)

ترجمہ: تلاوت قرآن میں ایک وجہ جواز ہےاور یہی ائمہ ثلاثہ(امام ابوحنیفہ وامام مالک وامام احمد

بن حنبل رضی اللہ عنہم) کا مذہب ہے، میت کو تلاوت قرآن کے ثواب پہونچنے کا محض تلاوت قرآن سے میت کا قصد کرنے سے، اور اسی کو ہمارے اکثر ائمہ شوافع نے اختیار کیا، اور عدم وصول ثواب کو جماعت فقہا نے محمول کیا میت (کی قبر) کے پاس تلاوت نہ کرنے پر، اور قاری کے نیت نہ کرنے پر اپنی تلاوت کے ثواب کا مردہ کے لیے، یا میت کی نیت کیا ہو، اور دعا نہ کیا۔

(۵) علامہ ابن حجر ہیتمی نے تلاوت قرآن کا ثواب اموات کو ہدیہ کرنے سے متعلق فرمایا۔

﴿اما الدعاء بحصول مثل ذلک الثواب للغیر فلا باس به-لانه من الدعاء للاخ المسلم بظهر الغیب-والاحادیث دالة علی قبوله بهذا وغیره مع انه لیس فیه محذور﴾ (الفتاویٰ الکبریٰ الفقہیہ ج۴ص۲۰- دارصادر بیروت)

ترجمہ: لیکن غیر کے لیے اسی کی مثل ثواب کے حصول کی دعا کرنا تو اس میں کچھ حرج نہیں، اس لیے کہ یہ غائبانہ میں مسلم بھائی کے لیے دعا کرنے کے قبیل سے ہے، اور حدیثیں دلالت کرتی ہیں اس قسم اور اس کے علاوہ دعا کی قبولیت پر، باوجودیکہ اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(۶) علامہ ابن عابدین شامی حنفی (۱۱۹۸ھ-۱۲۵۲ھ) نے لکھا۔

﴿ذکر ابن حجر فی الفتاوی الفقهیة ان ابن تیمیة زعم منع اهداء ثواب القرأة للنبی صلی اللّٰه علیه وسلم لان جنابه الرفیعة لا یتجرأ علیه الا بما اذن فیه وهو الصلٰوة علیه وسوال الوسیلة له-قال وبالغ السبکی وغیره فی الرد علیه بان مثل ذلک لا یحتاج لاذن خاص-الا تری ان ابن عمر کان یعتمرعنه صلی اللّٰه علیه وسلم عمرًا بعد موته من غیر وصیة وحج ابن الموفق وهو فی طبقة الجنید عنه صلی اللّٰه علیه وسلم سبعین حجةً وختم ابن السراج عنه صلی اللّٰه علیه وسلم اکثر من عشرة آلاف ختمة وضحّی عنه صلی اللّٰه علیه وسلم مثل ذلک﴾ (ردالمحتار ج۲ص۲۶۴)

ترجمہ: ابن حجر ہیتمی مکی شافعی (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ) نے فتاویٰ فقہیہ میں بیان کیا کہ ابن تیمیہ نے حضرت سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تلاوت قرآن کا ثواب ہدیہ کرنے کے ممنوع ہونے

کا قول کیا، کیوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی مرتبت میں جرأت نہیں کی جاسکتی مگر اسی چیز کی جس کا اذن مل چکا ہو، اور وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے وسیلہ کا خدا سے سوال کرنا ہے۔ علامہ ابن حجر ہیتمی نے کہا کہ اور امام سبکی (۶۸۳ھ-۷۵۶ھ) وغیرہ نے ابن تیمیہ (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) کا زبردست رد کیا بایں طور کہ اس طرح کی چیزوں میں اذن خاص کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بغیر وصیت کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے عمرہ کیا کرتے تھے اور ابن موفق جو حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طبقے میں ہیں، انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ستر حج کیا اور ابن سراج نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دس ہزار سے زیادہ ختم قرآن کیا اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے اسی کی مثل انہوں نے قربانی دی۔

توضیح: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عمل سے معلوم ہوا کے ایصال ثواب کا طریقہ عہد صحابہ سے رائج ہے اور یہ آج کل کی ایجاد نہیں۔

فقہ حنبلی

(۱) امام ابن قدامہ موفق الدین حنبلی مقدسی دمشقی (۵۴۱ھ-۶۲۰ھ) نے تحریر فرمایا۔

﴿وقد روی عن احمد انه قال: واذا دخلتم المقابر، اقرؤوا آیة الکرسی وثلاث مرارًا سورة الاخلاص ثم قل: اللهم ان فضله لاهل المقابر﴾

(المغنی مع الشرح الکبیر ج ۲ ص ۴۲۴ - دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا، جب تم قبرستان داخل ہوؤ تو آیۃ الکرسی اور تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھو پھر کہو۔ یا اللہ! اس کا ثواب اہل قبرستان کے لیے ہے۔

(۲) امام ابن قدامہ نے لکھا ﴿وانه اجماع المسلمین فانهم فی کل عصر ومصر

يجتمعون ويقرؤون القرآن ويهدون ثوابه الى موتاهم من غير نكير﴾
(المغنی مع الشرح الکبیر ج۲ص۴۲۹-دارالکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: اور یہ کہ اجماع مسلمین ہے، کیوں کہ ہر زمانے اور ہر شہر میں مومنین جمع ہوتے ہیں، اور تلاوت قرآن کرتے ہیں اوراس کا ثواب بغیر کسی انکار کے اپنے مرحومین کو بخشتے ہیں۔

(۳)علامہ عبدالرحمٰن دمشقی حنبلی(۱۱۱۰ھ-۱۱۹۲ھ) نے لکھا﴿**واي قربة فعلت وجعلت ثوابها لمسلم حی او میت نفعته**﴾(کشف المخدرات ج۱ص۳۳۵-مکتبہ سعدیہ ریاض)

ترجمہ: جو نیک کام کیا جائے اوراس کا ثواب کسی زندہ یا مردہ مسلمان کو بخشا جائے تو وہ اسے نفع دیتا ہے۔

(۴) شیخ منصور بن یونس بہوتی حنبلی مصری(۱۰۰۰ھ-۱۰۵۱ھ) نے لکھا۔

﴿......**(وكل قربة فعلها مسلم و جعل)المسلم (ثوابها لمسلم حی او ميت حصل)ثوابها(له ولو جهله)ای الثواب (الجاعل)لان الله يعلمه كالدعاء والاستغفار وواجب تدخل النيابة و صدقة التطوع اجماعًا وكذا العتق وحج التطوع والقرأة والصلٰوة و الصيام- قال احمد:الميت يصل اليه كل شيءٍ من الخير من صدقة اوصلاة وغيره للاخبار**﴾(شرح منتہی الارادات ج۱ص۳۶۲)

ترجمہ: ہر نیک کام جسے مسلمان کرے،اور مسلمان اس کا ثواب کسی زندہ یا مردہ مسلمان کو بخش دے تو اس کا ثواب اسے ملے گا،اگر چہ بخشنے والا ثواب سے لاعلم ہو،اس لیے کہ رب تعالیٰ اس کو جانتا ہے جیسے دعا واستغفار اور عمل واجب جو نیابتاً کیا جائے (جیسے حج بدل وغیرہ) اور نفل صدقہ اجماع امت کے مطابق،اور ایسے ہی غلام آزاد کرنا اور حج نفل اور تلاوت قرآن اور نماز اور روزہ ۔امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ احادیث طیبہ کے مطابق میت کو ہر نیک کام،صدقہ یا نماز غیرہ کا ثواب پہنچتا ہے۔

(۵)امام قرطبی مالکی نے لکھا﴿**قال محمد بن احمد المروزی:سمعت احمد بن حنبل يقول اذا دخلتم المقابر فاقرؤوا بفاتحة الكتاب ومعوذتين وقل هوالله**

احد واجعلوا ثواب ذلک لاهل المقابر فانه يصل اليهم والمقصود من زيارة القبور للزائر الاعتبار وللمزور الانتفاع بدعائه﴾ (التذکرۃ للقرطبی ص۸۴-شرح الصدور للسیوطی ص۱۳۰-مرقاۃ المفاتیح ج۴ ص۱۷۳-احیاء العلوم للغزالی مع الاتحاف ج۱۴ص۲۸۵)

ترجمہ: امام محمد بن احمد مروزی نے کہا کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم قبرستان جاؤ تو سورۂ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور قل ہو اللہ احد پڑھو، اور اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخش دو، اس لیے کہ ثواب انہیں پہنچتا ہے، اور زیارت قبور کا مقصد زائر کے لیے عبرت حاصل کرنا ہے، اور اہل قبر کے لیے زائر کی دعا سے نفع پانا ہے۔

کتب فقہ اربعہ

(۱) علامہ عبدالرحمٰن جزری (۱۲۹۹ھ-۱۳۶۰ھ) نے تحریر فرمایا﴿**وينبغي للزائر الاشتغال بالدعاء والتضرع والاعتبار بالموتٰى وقرأة القرآن للميت-فان ذلک ينفع الميت على الاصح﴾** (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج۱ص۵۴۰-دار الفکر بیروت)

ترجمہ: اصح قول کے مطابق زائر کے لیے مناسب ہے دعا میں مشغول ہونا اور گریہ وزاری کرنا اور مردوں سے عبرت حاصل کرنا اور مردے کے لیے تلاوت قرآن کرنا، اس لیے کہ یہ میت کو نفع دیتا ہے۔

(۲) امام محمد بن عبدالرحمٰن دمشقی شافعی (م۷۸۰ھ) نے لکھا۔

﴿اجمعوا على ان الاستغفار والدعاء والصدقة والحج والعتق تنفع للميت و يصل اليه ثوابه.........ومذهب اهل السنة ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره لحديث الخثعمية﴾

(رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ مع میزان الشریعۃ الکبریٰ ج۱ص۹۰-دار الفکر بیروت)

ترجمہ: اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ استغفار، دعا، صدقہ، حج وغلام و باندی کو آزاد کرنا میت کو

نفع دیتا ہے،اوراس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے...........اوراہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ انسان کے لیے درست ہے کہ اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کو بخش دے،حدیث خثعمیہ کی وجہ سے

توضیح: حج کے باب میں اس خثعمیہ عورت کی حدیث مرقوم ہے۔

(۴) عہد حاضر میں وزارت کویت کی جانب سے شائع کی جانے والے فقہی مجموعہ میں ہے۔

﴿من صام او صلی او تصدق او جعل ثوابه لغیره من الاموات و الاحیاء جاز و یصل ثوابها الیهم عند اهل السنة و الجماعة﴾

(الموسوعۃ الفقہیہ ج۱۶ص۴۸-وزارت الاوقاف والشؤون الاسلامیہ کویت)

ترجمہ: جس نے روزہ رکھا، یا نماز پڑھا، یا صدقہ دیا،اوراس کا ثواب اپنے علاوہ مردوں یا زندوں کو بخش دیا تو جائز ہے،اوراس کا ثواب اہل سنت و جماعت کے یہاں ان مرحومین کو ملے گا۔

کتب عقائد اہل سنت و جماعت

(۱) امام ابوجعفر طحاوی مصری حنفی (۲۳۸ھ-۳۲۱ھ) نے تحریر فرمایا۔

﴿فی دعاء الاحیاء و صدقاتهم منفعة للاموات﴾ (مختصر العقیدۃ الطحاویہ)

ترجمہ: زندوں کے دعا کرنے اوران کے صدقات میں مردوں کے لیے نفع ہے۔

(۲) اسی عبارت کی تشریح میں صدرالدین حنفی دمشقی (م۷۹۲ھ) نے لکھا۔

﴿اتفق اهل السنة ان الاموات ینتفعون من سعی الاحیاء بامرین—احدهما ما تسبب الیه المیت فی حیاته و الثانی دعاء المسلمین و استغفارهم له و الصدقة و الحج الخ...........﴾ (شرح العقیدۃ الطحاویہ ص۴۵۲: مکتبہ اسلامی بیروت)

ترجمہ: اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ مردوں کو زندوں کے اعمال سے دو وجہ سے نفع ملتا ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ میت اپنی زندگی میں جس کار خیر کا سبب بنا ہو،اور دوسری وجہ مسلمانوں کا اس کے لیے دعا کرنا، استغفار کرنا اور صدقہ و حج کرنا ہے۔

(۳) قرآن خوانی کے متعلق صدرالدین دمشقی (م۷۹۲ھ) نے لکھا۔

﴿اما قرأة القرآن واهدائها له تطوعًا بغيراجرة فهذا يصل اليه كما يصل ثواب الصوم والحج﴾ (شرح العقیدۃ الطحاویہ ص ۴۵۷ - مکتبہ اسلامی بیروت)

ترجمہ: لیکن تلاوت قرآن اور اس کا ثواب اس مردے کو از روئے احسان بلا اجرت بخشد ینا تو یہ مردے تک پہنچتا ہے، جیسا کہ روزہ اور حج کا ثواب پہنچتا ہے۔

(۴) علامہ سعد الدین تفتازانی شافعی (۷۲۲ھ-۷۹۲ھ) نے تحریر فرمایا۔

﴿في دعاء الاحياء للاموات وصدقتهم) اى صدقة الاحياء (عنهم) اى عن الاموات (نفع لهم) اى للاموات خلافا للمعتزلة﴾ (شرح العقائد النسفیہ ص ۱۲۳)

ترجمہ: زندوں کے مردوں کے لیے دعا کرنے اور زندوں کے مردوں کی جانب سے صدقہ کرنے میں مردوں کے لیے نفع ہے، برخلاف فرقہ معتزلہ کے۔

توضیح: قدیم گمراہ فرقہ معتزلہ ایصال ثواب کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔آج کے وہابیہ کے بہت سے اعتقادات معتزلہ کے عقائد کے مشابہ ہیں۔اسی طرح زمانہ ماضی کے خوارج ونواصب اور فرقہ مجسمہ کے اعتقادات کو بھی ان وہابیہ نے اختیار کیا ہے، اور اپنا نام سلفی رکھا ہے، یعنی ماسلف فرق ضالہ کا متبع و پیروکار۔

اقوال معتمدین وہابیہ

امام الوہابیہ ابن تیمیہ حرانی (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) کے شاگرد ابن قیم جوزیہ (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ) نے اپنی کتاب ''الروح'' میں ایصال ثواب کے موضوع پر طویل بحث لکھا ہے۔ بہت سے سوالات کا جواب دیا ہے، اور مالی وبدنی عبادات کا ثواب دیگر مومنین کو بخش دینا صحیح قرار دیا ہے۔اسی طرح ابن تیمیہ نے اپنے ''مجموعہ فتاویٰ'' میں متعدد مقامات پر اس سے متعلق جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ابن تیمیہ، ابن قیم اور قاضی شوکانی وغیرہ کی بعض تحریریں درج ذیل ہیں۔

(۱) ابن تیمیہ نے لکھا ﴿قد صحّ عن النبى صلى الله عليه وسلم انه امر بالصدقة على ا لميت وامر ان يصام عنه الصوم فالصدقة عن الموتىٰ من اعمال صالحة

وکذلک ما جاء ت به السنة فی الصوم عنهم وبهذا وغیره احتج من قال من العلماء انه یجوز اهداء ثواب العبادات المالیة والبدنیة إلی موتٰی المسلمین کما هو مذهب احمد وابی حنیفة وطا ئفة من اصحاب مالک و الشافعی– فاذا اهدیٰ لمیت ثواب صیام او صلاۃ اوقرأۃ جاز ذلک﴾

(مجموعۃ الفتاویٰ لابن تیمیہ ج۲۴ص۱۷۹-دارالوفامنصورہ قاہرہ)

ترجمہ: حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحیح روایت وارد ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردہ کی جانب سے صدقہ کا حکم دیااور مردہ کی جانب سے روزہ رکھنے کا حکم دیا، پس مردوں کی جانب سے صدقہ کرنا اعمال صالحہ سے ہے، اوراسی طرح جومردوں کی جانب سے روزہ رکھنے کے بارے میں حدیث میں وارد ہے، اوراس سے اوراس کے علاوہ حدیثوں سے ان علمانے استدلال کیا جنہوں نے کہا کہ عبادات مالیہ وبدنیہ کا ثواب مسلمان مردوں کوبخش دینا جائز ہے، جیسا کہ امام احمد بن حنبل اورامام ابوحنیفہ کااورامام مالک اورامام شافعی کے اصحاب میں سے ایک جماعت کامذہب ہے، پس جب کوئی مسلمان روزہ یانمازیا تلاوت قرآن کا ثواب مردے کوبخش دے تویہ جائز ہے۔

(۲)﴿**یصل الی المیت قرأ ۃ اهله وتسبیحهم وتکبیرهم وسائرذکرهم للّٰه تعالی اذا اهدوه الی المیت وصل الیه**﴾(مجموعۃ الفتاویٰ لابن تیمیہ ج۲۴ص۱۸۰)

ترجمہ: میت تک اس کے اہل خانہ کا تلاوت قرآن کرنااوران کی تسبیح اوران کی تکبیراوران کا تمام ذکرالٰہی پہونچتاہے، جب اہل خانہ اس کا ثواب میت کوبخش دیں تواس کا ثواب اسے ملے گا۔

(۳)﴿**اما وصول ثواب العبادات البدنیة کالقرأۃ والصلاۃ والصوم فمذهب احمد وابی حنیفة وطائفة من اصحاب مالک والشافعی الی انها تصل**﴾

(مجموعۃ الفتاویٰ لابن تیمیہ ج۲۴ص۱۸۰)

ترجمہ: لیکن عبادت بدنیہ جیسے تلاوت قرآن اورنمازاورروزہ کا ثواب توامام احمد بن حنبل اورامام ابوحنیفہ کامذہب ہے، اورامام مالک اورامام شافعی کے متبعین کی ایک جماعت کامذہب یہ ہے کہ وہ

مردے کو ملتا ہے۔

(۴) قرآن خوانی کے وقت جو میت کے اہل خانہ حاضرین کو کھانا کھلاتے ہیں، اس سے متعلق سوال کے جواب میں ابن تیمیہ نے لکھا۔

﴿لکن اذا تصدق عن الميت علىٰ من يقرؤون اوغيرهم ينفعه ذلک باتفاق المسلمين و كذلک من قرأ القرآن محتسبا واهداه الى الميت نفعه ذلک﴾

(مجموعۃ الفتاویٰ لابن تیمیہ ج۲۴ص۱۶۷)

ترجمہ: لیکن جب کھانا میت کی جانب سے قرآن کی تلاوت کرنے والوں یا ان کے علاوہ پر صدقہ کر دیا جائے تو باتفاق مسلمین یہ میت کو نفع دے گا اور ایسا ہی جس نے ثواب کی نیت سے قرآن پڑھا اور وہ میت کو بخش دیا تو وہ میت کو نفع دے گا۔

(۵) ابن تیمیہ نے آیت قرآنیہ ﴿ان ليس للانسان إلّا ما سعىٰ﴾ (سورہ نجم: آیت ۳۹) اور صدقہ جاریہ کی حدیث سے متعلق سوال کے جواب میں لکھا۔

﴿الحمد لله رب العالمين–ليس فى الأية ولا فى الحديث ان الميت لا ينتفع بدعاء الخلق له وبما يعمل عنه من البر–بل أئمة الاسلام متفقون على انتفاع الميت بذلک–وهذا بما يعلم بالاضطرار من دين الاسلام–وقد دل عليه الكتاب والسنة والاجماع فمن خالف ذلک كان من اهل البدع﴾

(مجموعۃ الفتاویٰ لابن تیمیہ ج۲۴ص۱۷۰)

ترجمہ: الحمد للہ رب العالمین: آیت قرآنیہ اور حدیث میں یہ نہیں ہے کہ مخلوق کا میت کے لیے دعا کرنے سے اور اس کی جانب سے کیے جانے والے اعمال صالحہ سے میت نفع نہیں پاتا ہے، بلکہ ائمہ اسلام ان اعمال خیر کے ذریعہ میت کے نفع پانے پر متفق ہیں، اور یہ ان امور سے ہے جو دین اسلام سے بدیہی طور پر معلوم ہے، اور قرآن وحدیث اور اجماع امت اسی پر دلالت کرنے والے ہیں، پس جس نے اس کی مخالفت کی، وہ اہل بدعت میں سے ہے۔

(۶) ﴿اما القرأة والصدقة وغيرهما من اعمال البر فلا نزاع بين علماء السنة و

الجماعة فی وصول ثواب العبادات المالية كالصدقة والعتق كما يصل اليه ايضا الدعاء والاستغفار والصلاة عليه صلاة الجنازة والدعاء عند قبره و تنازعوا فی وصول الاعمال البدنية كالصوم والصلاة والقرأة والصواب ان الجميع يصل اليه ﴾ (مجموعۃ الفتاویٰ لابن تیمیہ ج ۲۴ ص ۲۰۵)

ترجمہ: لیکن تلاوت قرآن، صدقہ اوران کے علاوہ اعمال خیر تو علمائے اہل سنت و جماعت کے ما بین عبادات مالیہ کے ثواب پہونچنے کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، جیسے صدقہ اور غلام آزاد کرنا، نیز جیسے کہ میت تک پہونچتا ہے دعا کرنا اور استغفار اور اس پر جنازہ پڑھنا اور اس کی قبر کے پاس دعا کرنا، اور علمانے اختلاف کیا، اعمال بدنیہ جیسے روزہ، نماز اور تلاوت قرآن کے ثواب پہونچنے کے بارے میں، اور درست یہ ہے کہ سب کا ثواب میت تک پہونچتا ہے۔

(۷) ابن قیم جوزیہ (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ) نے لکھا ﴿ **هل تنتفع ارواح الموتىٰ بشئ من سعى الاحياء ام لا؟ فالجواب انها تنتفع من سعى الاحياء بامرين مجمع عليهما بين اهل السنة من الفقهاء واهل الحديث والتفسير –احدهما ما تسبب اليه الميت فى حياته والثانى دعاء المسلمين له واستغفارهم له والصدقة والحج– الخ** ﴾ (الروح ص ۱۵۹- دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: کیا مردوں کی روحیں زندوں کے عمل سے کچھ نفع پاتی ہیں یا نہیں؟ پس جواب یہ ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت کے فقہا، محدثین ومفسرین کے مابین متفق علیہ دواصول کی بنیاد پر زندوں کے عمل سے نفع یاب ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ میت اپنی زندگی میں اس کار خیر کا سبب بنا ہو، اور دوسرا مسلمانوں کا اس کے لیے دعا واستغفار کرنا اور صدقہ وحج کرنا۔

(۸) ابن قیم نے لکھا ﴿ **واما قرأة القرآن واهدائها له تطوعا بغير اجرة فهذا يصل اليه كما يصل ثواب الصوم والحج** ﴾ (کتاب الروح ص ۱۹۱)

ترجمہ: لیکن تلاوت قرآن کرنا اور اس کا ثواب میت کو بطور احسان بلا اجرت بخش دینا تو یہ مردہ کو ملے گا، جیسا کہ روزہ وحج کا ثواب ملتا ہے۔

(۹)امام الوہابیہ ابن تیمیہ حرانی (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) کے شاگرد: عمادالدین ابن کثیر دمشقی (۷۰۰ھ-۷۷۴ھ) نے لکھا﴿ختمت له ختمات كثيرة بالصالحية وبالبلد﴾

(البدایۃ والنہایہ ج۱۴ص۱۷۲-دارابی حیان قاہرہ)

ترجمہ: ابن تیمیہ کے لیے جامع صالحیہ اور شہر دمشق میں بے شمار ختم قرآن ہوئے۔

(۱۰) قاضی محمد بن علی شوکانی یمنی (۱۱۷۳ھ-۱۲۵۰ھ) نے لکھا﴿قال فی شرح الكنز: ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة كان اوصوما اوحجا اوصدقة او قرأة القرآن او غير ذٰلك من جميع انواع البر ويصل ذلك الى الميت وينفعه عند اهل السنة﴾ (نیل الاوطار ج۴ص۱۰۵-داراحیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں فرمایا کہ اہل سنت و جماعت کے یہاں انسان کے لیے جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخش دے۔ نماز ہو یا روزہ، یا حج ہو یا صدقہ، یا تلاوت قرآن یا اس کے علاوہ یعنی تمام اعمال خیر، اور اس کا ثواب میت کو پہونچے گا۔

ایک خواب: ایک حقیقت

مجدد صدی دہم خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی شافعی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) نے تحریر فرمایا۔

﴿قال القرطبی: وقد كان الشيخ عز الدين بن عبد السلام يفتى بانه لا يصل الى الميت ثواب ما يقرأ له فلما توفى راٰه بعض اصحابه فقال له: انك كنت تقول انه لا يصل الى الميت ثواب ما يقرأ ويهدٰى اليه فكيف الامر؟ قال له: كنت اقول ذلك فى دار الدنيا والاٰن فقد رجعت عنه لما رأيت من كرم الله فى ذلك وانه يصل اليه ثواب ذلك﴾ (شرح الصدور ص۱۳۰-التذکرۃ فی احوال الموتٰی واموالاخرۃ للقرطبی ۸۳-بلغۃ السالک لاقرب المسالک للصاوی ص۱۶۷)

ترجمہ: امام قرطبی مالکی (م ۶۷۱ھ) نے فرمایا کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام شافعی (۵۷۷ھ-۶۶۰ھ) فتویٰ دیتے تھے کہ مردہ کے لیے کی جانے والی تلاوت قرآن کا ثواب مردہ کونہیں

پہو نچتا ہے، پھر جب ان کی وفات ہوگئی تو ان کے بعض احباب نے انہیں خواب میں دیکھا تو ان سے کہا: آپ کہتے تھے کہ تلاوت قرآن کا ثواب جو مردہ کو بخشا جائے، وہ مردہ کو نہیں پہونچتا ہے، پس معاملہ کیسا ہے؟ شیخ عزالدین نے ان سے کہا کہ میں دنیا میں یہ کہتا تھا اور اب تو میں اس سے رجوع کر چکا ہوں، اس لیے کہ میں نے اس بارے میں رب تعالیٰ کی کرم فرمائی دیکھی، اور یہ کہ مردہ کو اس کا ثواب پہونچتا ہے۔

آیت نجم کی تفسیر

رب تعالیٰ نے ارشادفرمایا﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾(سورہ نجم: آیت ۳۹)

ترجمہ: اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا، مگر اپنی کوشش۔(کنزالایمان)

توضیح: مذکورہ بالا آیت کریمہ کی غلط تفسیر بیان کر کے امت مسلمہ کو راہ حق سے دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اس لیے آیت مقدسہ کی تفسیر رقم کردی جاتی ہے۔

(۱) امام ابن ہمام (۷۹۰ھ-۸۶۱ھ) اس آیت کی توضیح کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

﴿وكذا ما فى كتاب الله من الامر بالدعاء للوالدين فى قوله تعالىٰ:"وقل رب ارحمهما كما ربيانى صغيرا"(بنى اسرائيل : ۲۴)ومن الاخبار باستغفار الملائكة للمؤمنين قال الله تعالى:"والملائكة يسبحون بحمدربهم و يستغفرون لمن فى الارض"(شوریٰ ۵)وقال تعالىٰ فى آية اخرى:"الذين يحملون العرش ومن حوله يسبحون بحمد ربهم ويؤمنون به ويستغفرون للذين آمنوا"–وساق فى عبارتهم–"ربنا وسعت كل شى رحمة وعلما فاغفر للذين تابوا واتبعوا سبيلك"الىٰ قوله–"وقهم السيات"(مؤمن ۷–۹)قطعى فى حصول الانتفاع بعمل الغير فيخالف ظاهر الأية التى استدلوا بها،اذ ظاهرها انه لاينفع استغفار احد لاحد بوجه من الوجوه،لانه ليس من سعيه فلا يكون له منه شيء فقطعنا بانتفاء ارادة الظاهر على صرافته فتقيد بما لم يهبه

العامل وهو اولٰی من النسخ ﴾(فتح القدیر ج۳ص۱۴۴)

ترجمہ:............کتاب اللہ کی مذکورہ آیتیں غیر کے عمل سے نفع حاصل ہونے کے بارے میں قطعی الدلالت ہیں، پس آیت نجم، جس کے ذریعے معتزلہ نے استدلال کیا ہے، کا مفہوم بظاہر اس آیت کے خلاف ہے، کیونکہ اس کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ کسی کے لیے کسی کا دعائے مغفرت کرنا کسی طریقے سے بھی فائدہ نہیں دیتا ہے، اس لیے کہ وہ اس کا عمل نہیں ہے تو اس کو اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا، پس ہم کو یقین حاصل ہوگیا، آیت نجم کے ظاہری مفہوم مراد نہ ہونے کا اس کو مصروف عن الظاہر کرتے ہوئے، پس آیت نجم مقید ہوگی اس سے کہ عمل کرنے والا اس کو ثواب نہ بخشے (تب اسے غیر کے عمل سے فائدہ نہیں ہوگا اور جب عمل کرنے والا ثواب بخش دے تو ضرور فائدہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ) اور یہ (مفہوم مراد لینا) منسوخ قرار دینے سے بہتر ہے۔

(۲) اسی آیت نجم سے متعلق امام محمد بن جریر طبری (۲۲۴ھ-۳۱۰ھ) نے لکھا۔

﴿ذکر عن ابن عباس انه قال هذه الأية منسوخة﴾

(تفسیر طبری ج۱۳ص۹۷-دارالفکر بیروت)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ آیت منسوخ ہے۔

(۳) آیت نجم کے بارے میں ابن تیمیہ (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) نے لکھا﴿وللناس فی ذلک اجوبة متعددة لکن الجواب المحقق فی ذلک ان اللّٰه تعالٰی لم یقل: ان الانسان لا ینتفع الا بسعی نفسه وانما قال: لیس للانسان الا ما سعٰی-فهو لا یملک الاسعیه ولا یستحق غیر ذلک واما سعی غیره فهو له کما ان الانسان لایملک الا مال نفسه فمال غیره ونفع غیره هو کذلک للغیر، لکن اذا تبرع له الغیر بذلک، جاز وهکذا اذا تبرع له الغیر بسعیه نفعه اللّٰه بذلک کما ینفعه بدعائه له و الصدقة عنه وهو ینتفع بکل ما یصل الیه من کل مسلم سواء کان من اقاربه او غیرهم کما ینتفع بصلاة المسلمین علیه ودعائهم له عند

قبرہ﴾ (مجموعۃ الفتاویٰ ج۲۴ص ۲۰۵- دارلوفا)

ترجمہ: اس آیت نجم کے بارے میں متعدد جواب ہیں، لیکن اس بارے میں تحقیقی جواب یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ انسان صرف اپنے عمل سے نفع پاتا ہے، بلکہ فرمایا کہ انسان کا اپنا وہی ہے جو وہ عمل کرے، پس وہ صرف اپنے عمل کا مالک ہے، اوراس کے علاوہ کا وہ حقدار نہیں ہے، اور لیکن غیر کا عمل تو وہ غیر کا ہے جیسا کہ انسان صرف اپنے مال اور اپنے نفع کا مالک ہوتا ہے ،اور غیر کا مال اور غیر کا نفع تو وہ غیر کا ہے، لیکن جب غیر اس کو وہ مال عطا کردے تو یہ جائز ہے، اور اسی طرح جب غیر اس کو اپنا عمل عطا کردے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے ذریعے نفع دے گا جیسا کہ اسے نفع عطا فرماتا ہے غیر کا اس کے لیے دعا کرنے سے، اور اس کی جانب سے صدقہ کرنے سے اور وہ (میت) نفع پاتا ہے ہر اس عمل سے جو اسے پہنچتا ہے ہر مسلمان کی جانب سے خواہ وہ اس کے اہل قرابت میں سے ہو، یا ان کے علاوہ، جیسا کہ وہ نفع پاتا ہے مسلمانوں کے اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے اور مسلمانوں کے اس کے لیے اس کی قبر کے پاس دعا کرنے سے۔

توضیح: خلاصہ کلام یہ کہ اس آیت سورہ نجم کا بس اتنا مطلب ہے کہ انسان صرف اپنے عمل کا مالک ہے، لیکن جب کوئی دوسرا مسلمان اسے اپنے عمل کا ثواب بخشے تو اس کا ثواب اسے ملتا ہے یا نہیں؟ پس اس آیت کریمہ میں ثواب نہ پہنچنے کا کوئی تذکرہ نہیں، بلکہ دیگر آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ وآثار اسلاف واقوال فقہا ومحدثین سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے جیسا کہ تمام تفصیلات ما سبق میں موجود ہیں۔

(۴) ابن تیمیہ حرانی (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) نے اسی آیت نجم سے متعلق دوسری جگہ لکھا۔

﴿اما الآیة فللناس عنها اجوبة متعددة کما قیل: انها تختص بشرع من قبلنا وقیل انها مخصوصة وقیل انها منسوخة﴾ (مجموعۃ الفتاویٰ ج۲۴ص ۱۷۳)

ترجمہ: لیکن آیت، پس اس کے بارے میں علما کے متعدد جوابات ہیں، جیسا کہ کہا گیا کہ یہ ہمارے ماقبل کی شریعت کے ساتھ خاص ہے، اور کہا گیا کہ یہ مخصوص منہا البعض ہے، اور کہا گیا کہ منسوخ ہے۔

توضیح: مخصوص منہ البعض کا مفہوم یہ ہوگا کہ کفار ومشرکین کو غیر کا عمل فائدہ نہیں دے گا، لیکن مومنین اس حکم سے مستثنیٰ ہوں گے۔

(۴) ابن قیم نے لکھا﴿وقالت طائفة اخریٰ الآیة منسوخة بقوله تعالیٰ: "والذین آمنوا واتبعتهم ذریتهم با یمان الحقنا بهم ذریتهم" (طور-۲۱) و هذا منقول عن ابن عباس﴾ (کتاب الروح ص۱۷۱)

ترجمہ: اہل علم کی دوسری جماعت نے کہا کہ آیت نجم رب تعالیٰ کے قول "والذین آمنوا: الآیہ" سے منسوخ ہے، اور یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

(۵) ابن قیم جوزیہ (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ) نے اسی آیت سے متعلق طویل بحث کرتے ہوئے لکھا۔

﴿قالت طائفة اخری القرآن لم ینف انتفاع الرجل بسعی غیره وانما نفٰی ملکه لغیر سعیه وبین الامرین من الفرق ما لا یخفی-فاخبر تعالیٰ انه لایملک الا سعیه واما سعی غیره فهو ملک لساعیه فان شاء ان یبذله لغیره وان شاء یبقیه لنفسه وهو سبحانه لم یقل لا ینتفع الابما سعٰی و کان شیخنا یختار هذه الطریقة ویرجحها﴾ (الروح ص۱۷۴)

ترجمہ: آیت نجم کی تشریح کرتے ہوئے علما کی ایک دوسری جماعت نے کہا کہ قرآن مجید نے انسان کے دوسرے کے عمل سے نفع پانے کی نفی نہیں فرمایا، بلکہ غیر کے عمل کی ملکیت کی نفی فرمائی، اور دونوں مفہوم میں فرق ہے جو پوشیدہ نہیں ہے، پس رب تعالیٰ نے اطلاع فرمادیا کہ انسان صرف اپنے عمل کا مالک ہے، اور لیکن غیر کا عمل تو وہ اس عمل کرنے والے کی ملکیت ہے، پس اگر وہ چاہے تو وہ عمل اپنے غیر کو دیدے، اور اگر چاہے تو اپنے لیے باقی رکھے، اور رب تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ انسان صرف اپنے عمل سے نفع پاتا ہے، اور ہمارے شیخ (ابن تیمیہ) اسی طریقے کو پسند فرماتے تھے، اور اسے ترجیح دیتے تھے۔

(۶) مشہور مفسر قرآن عبداللہ بن عمر شیرازی بیضاوی (م۶۸۵ھ) آیت نجم کی تفسیر میں لکھا۔

﴿ای کما لا یواخذ احد بذنب الغیر، لایثاب بفعله-وماجاء فی الاخبار من ان

الصدقة والحج ينفعان الميت فلكون الناوی له کالنائب عنه﴾

(تفسیر بیضاوی ص۷۰۰)

ترجمہ: یعنی جیسے کوئی غیر کے گناہ پر ماخوذ نہیں ہوتا ہے، غیر کے عمل خیر پر ثواب بھی نہیں پاتا ہے، اور جو احادیث میں وارد ہے کہ صدقہ وحج میت کو نفع دیتا ہے تو میت کے لیے نیت کرنے والے کے میت کے نائب کی طرح ہوجانے کی وجہ سے ہے۔

توضیح: جب میت کے لیے حصول ثواب کی نیت سے عمل کرنے والا مومن، میت کے نائب کی طرح ہے تو اس کے عمل سے میت کو ثواب ملے گا۔امام ابوالبرکات عبداللہ نسفی (م۷۱۰ھ) اور جاراللہ زمخشری معتزلی (م۵۳۸ھ) نے بھی اس آیت نجم کی یہی تشریح کی ہے۔

(تفسر نسفی ج۴ص۱۹۹: ممبئی-الکشاف ج۴ص۴۲: دارالباز مکہ مکرمہ)

(۷) امام جلال الدین سیوطی شافعی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) نے آیت نجم کی توضیح میں لکھا۔

﴿الرابع ان ليس للانسان الا ما سعٰی بطريق العدل فاما الفضل فجائز ان يزيده الله ما شاء﴾ (شرح الصدور ص۱۳۰-داراحیاءالتراث العربی بیروت)

ترجمہ: چوتھی تشریح یہ ہے کہ انسان کے لیے ازراہ عدل وانصاف صرف اس کا اپنا عمل ہے، اور لیکن فضل الٰہی کے اعتبار سے تو درست ہے کہ رب تعالیٰ اسے جتنا زیادہ چاہے، عطا فرمائے۔

توضیح: رب تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے دیگر مومنین کے بخشے ہوئے اعمال کا ثواب بھی بندوں کو عطا فرماتا ہے، اور اپنی جانب سے رحمت واحسان کرتے ہوئے اپنے بندوں کو بلاعمل، انعام واکرام سے بھی نوازتا ہے: ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

سورہ نجم کی مذکورہ آیت کی مزید توضیح وتشریح اور فرقہ معتزلہ ودیگر مخالفین کے اعتراضات کے جوابات درج ذیل کتابوں میں مذکور ہیں۔اسمائے کتب کے ساتھ جلد نمبر، صفحہ نمبر، مفسرین و مؤلفین ومطابع کا بھی ذکر ہے۔بخوف طوالت تفصیل ترک کی جاتی ہے۔مزید تفصیل کے لیے مرقومہ ذیل کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے۔

کتب تفاسیر

(۱) تفسیر طبری (ج ۱۳ص ۹۷ - دار الفکر بیروت)

از: امام محمد بن جریر طبری شافعی (۲۲۴ھ-۳۱۰ھ)

(۲) الہدایۃ الی بلوغ النہایہ (ج ۱۱ص ۱۷۰- جامعۃ الشارقہ)

از: ابو محمد مکی بن ابی طالب حموش بن محمد اندلسی قرطبی (۳۵۵ھ-۴۳۷ھ-۹۶۶ء-۱۰۴۵ء)

(۳) تفسیر معالم التنزیل (ج ۶ص ۲۶۸- دار الفکر بیروت)

از: محی السنہ محمد بن حسین فراء بغوی (۴۳۶ھ-۵۱۰ھ)

(۴) الکشاف (ج ۴ص ۴۲- دار الباز مکہ مکرمہ)

از: جار اللہ زمخشری معتزلی: محمود بن عمر بن محمد خوارزمی (۴۶۷ھ-۵۳۸ھ-۱۰۷۵ء-۱۱۴۴ء)

(۵) المحر رالوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز (ج ۱۵ص ۱۲۸۰- مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ)

از: قاضی ابن عطیہ اندلسی: عبد الحق بن غالب محاربی (۴۸۱ھ-۵۴۲ھ-۱۰۸۸ء-۱۱۴۸ء)

(۶) زاد المسیر فی علم التفسیر (ج ۸ص ۸۱- المکتب الاسلامی بیروت)

از: محدث عبد الرحمٰن ابن جوزی حنبلی (۵۰۸ھ-۵۹۷ھ)

(۷) مجمع البیان فی تفسیر القرآن (ج ۹ص ۲۳۱- دار الکتب العلمیہ بیروت)

از: ابو علی طبرسی امامی شیعی: فضل بن حسن بن فضل (م ۵۴۸ھ-۱۱۵۳ء)

(۸) تفسیر کبیر (ج ۱۰ص ۶۳۱۳- دار الفکر بیروت)

از: امام فخر الدین رازی (۵۴۴ھ-۶۰۶ھ)

(۹) الجامع لاحکام القرآن (ج ۷اص ۱۱۴- دار احیاء التراث الاسلامی بیروت)

از: امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر انصاری خزرجی قرطبی مالکی (م ۶۷۱ھ-۱۲۷۳ء)

(۱۰) تفسیر النسفی (ج ۴ص ۱۹۹- ممبئ)

از: امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی حنفی اصبہانی (م ۷۱۰ھ-۱۳۱۰ء)

(۱۱) تفسیر خازن (ج٦ص ٢٦٨ - دارالفکر بیروت)

از: علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی شافعی: علاء الدین خازن (٦٧٨ھ-٧٤١ھ-١٢٨٠ء-١٣٤١ء)

(۱۲) البحر المحیط (ج١٠ص ٢٤ - دارالفکر بیروت)

از: ابوحیان نحوی اندلسی - محمد بن یوسف بن علی بن یوسف (٦٥٤ھ-٧٤٥ھ-١٢٥٦ء-١٣٤٤ء)

(۱۳) نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور (ج١٩ص ٢٧ - مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ)

از: ابوالحسن برہان الدین بقاعی شافعی - ابراہیم بن عمر (٨٠٩ھ-٨٨٥ھ-١٤٠٦ء-١٤٨٠ء)

(۱۴) الدر المنثور فی التفسیر الماثور (ج٧ص ٦٦٢ - دارالفکر بیروت)

از: امام جلال الدین سیوطی (٨٤٩ھ-٩١١ھ)

(۱۵) تفسیر السراج المنیر (ج٤ص ١٣٥ - دارالمعرفۃ بیروت)

از: امام شیخ خطیب شربینی شافعی - محمد بن احمد شمس الدین قاہری (م ٩٧٧ھ-١٥٧٠ء)

(۱۶) تفسیر ابی سعود (ج٦ص ٢٣٢ - دارالفکر بیروت)

از: ابوسعود قاضی محمد بن محمد بن مصطفٰی عمادی حنفی قسطنطینی (٨٩٨ھ-٩٨٢ھ-١٤٩٣ء-١٥٧٤ء)

(۱۷) تفسیر روح البیان (ج٩ص ٢٤٧ - داراحیاء التراث الاسلامی بیروت)

از: شیخ اسماعیل حقی (م ١١٣٧ھ)

(۱۸) حاشیۃ جمل علی الجلالین (ج٤ص ٢٣٦ - داراحیاء التراث العربی بیروت)

از: سلیمان جمل شافعی - سلیمان بن عمر بن منصور عجیلی ازہری قاہری (م ١٢٠٤ھ-١٧٩٠ء)

(۱۹) حاشیۃ الصاوی علی الجلالین (ج٤ص ١٣٥ - جامنی محلّہ ممبئی)

از: احمد بن محمد خلوتی صاوی مصری مالکی (١١٧٥ھ-١٢٤١ھ-١٧٦١ء-١٨٢٥ء)

(۲۰) فتح القدیر (ج٥ص ١١٤ - المکتبۃ الفیصلیۃ مکہ مکرمہ)

از: قاضی محمد بن علی شوکانی یمنی (١١٧٣ھ-١٢٥٠ھ)

(۲۱) تفسیر روح المعانی (ج٢٧ص ٦٦ - داراحیاء التراث العربی بیروت)

از: محمود بن عبداللہ حسینی آلوسی کبیر بغدادی: شہاب الدین (١٢١٧ھ-١٢٧٠ھ-١٨٠٢ء-١٨٥٤ء)

(۲۲) حاشیۃ محی الدین شیخ زادہ علی البیضاوی (ج۴ص ۴۱۶ - دارصادر بیروت)

(۲۳) حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی (ج۸ص ۱۱۶ - مؤسسۃ التاریخ العربی بیروت)

(۲۴) تفسیر خزائن العرفان (ص ۹۴۹ - انڈیا)

از: صدرالافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی (۱۳۰۰ھ - ۱۳۶۷ھ)

(۲۵) تفسیر شبیر احمد عثمانی (ص ۷۰۰ - مجمع الملک فہد سعودیہ عربیہ)

از: شبیر احمد عثمانی دیوبندی (م ۱۳۶۹ھ)

(۲۶) اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن (ج۷ص ۴۷۰ - دارالفکر بیروت)

از: محمد امین شنقیطی (م ۱۳۹۳ھ)

(۲۷) تفسیر البشائر (ج۳ص ۴۳۵ - دارالبشائر دمشق)

از: علی شربجی

(۲۸) تفسیر المراغی (ج۱۵ص ۶۶ - م - داراحیاء التراث العربی بیروت)

از: مصطفٰی مراغی

(۲۹) صفوۃ البیان لمعانی القرآن (ص ۶۷۸ - دولۃ الامارات العربیۃ المتحدہ)

از: شیخ حسنین محمد مخلوف

(۳۰) تفسیر قرآن اردو (ص ۱۴۹۸ - سعودیہ عربیہ)

بحکم: ملک فہد بن عبدالعزیز

کتب شروح حدیث

(۱) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ج۴ص ۱۷۴ - دارالکتب العلمیہ بیروت)

از: ملا علی قاری حنفی (۹۳۰ھ - ۱۰۱۴ھ)

(۲) نیل الاوطار ج۴ص ۱۰۵ - داراحیاء التراث العربی بیروت)

از: قاضی شوکانی (۱۱۷۳ھ - ۱۲۵۰ھ)

(۳) تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی ج۳ ص۳۴۱ - دارالفکر بیروت)

از: عبدالرحمٰن مبارکپوری (م ۱۳۵۳ھ)

کتب فقہ

(۱) فتح القدیر (ج ۳ ص ۱۴۴ - دارالفکر بیروت)

از: کمال الدین المعروف بہ امام ابن ہمام حنفی (۷۹۰ھ-۸۶۱ھ)

(۲) البحر الرائق (ج ۳ ص ۱۰۵ - دارالکتب العلمیہ بیروت)

از: علامہ ابن نجیم مصری (۹۲۶ھ-۹۷۰ھ)

(۳) ردالمحتار (ج ۲ ص ۶۵۶ - دارالفکر بیروت)

از: سید ابن عابدین شامی حنفی (۱۱۹۸ھ-۱۲۵۲ھ)

کتب متفرقہ

(۱) التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرہ (ص ۸۱ - دارالفکر بیروت)

از: امام محمد بن احمد قرطبی مالکی (م ۶۷۱ھ)

(۲) مجموعۃ الفتاویٰ (ج ۲۴ ص ۱۷۳ - دارالوفاء منصورہ قاہرہ)

از: ابن تیمیہ حرانی (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ)

(۳) الروح (ص ۱۶۹ - دارالکتب العلمیہ بیروت)

از: ابن قیم جوزیہ (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ)

(۴) شرح الصدور فی احوال الموتٰی والقبور (ص ۱۲۹ - داراحیاء التراث العربی بیروت)

از: امام جلال الدین سیوطی شافعی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ)

(۵) اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین (ج ۱۴ ص ۲۸۸: دارالکتب العلمیہ بیروت)

از: سید محمد بن محمد بن محمد: مرتضیٰ حسینی زبیدی بلگرامی حنفی مصری (۱۱۴۵ھ-۱۲۰۵ھ-۱۷۳۲ء-۱۷۹۰ء)

آیت حم سجدہ کی تفسیر

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحاً فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾

(سورہ حم سجدہ: آیت ۴۶)

ترجمہ: جو نیکی کرے، وہ اپنے بھلے کو، اور جو برائی کرے، تو اپنے برے کو، اور تمہارا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ (کنزالایمان)

توضیح: آیت نجم کی طرح اس آیت کا مفہوم بھی یہی ہے کہ ہر بندہ اپنے عمل کا مالک ہوتا ہے، لیکن اگر وہ اپنا عمل دوسرے کو بخش دے تو اس آیت میں اس کی نفی نہیں ہے۔اسی طرح گناہ کی وجہ سے عذاب اسی کو ہوگا نہ کہ دوسرے کو۔یہ حکم عام حالات سے متعلق ہے۔بعض مخصوص اسباب و وجوہات کی بنا پر ایک انسان کی نیکی دوسرے کو مل سکتی ہے۔اسی طرح ایک کا گناہ دوسرے کو دیا جاسکتا ہے۔ذیل کی احادیث بغور پڑھیں، ان شاءاللہ تعالیٰ حقیقت حال واضح ہو جائے گی۔

(۱)﴿عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَيْءٌ فَيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ-اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ،اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ﴾

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۳۱-مشکوۃ المصابیح ص ۴۳۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا اس کے مومن بھائی کی عزت وحرمت یا کسی چیز سے متعلق کوئی ظلم ہو، تو چاہئے کہ آج اس سے معاف کرالے، اس سے پہلے کہ نہ دینار ہوگا اور نہ درہم۔اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے برابر اس سے لیا جائے گا، اور اگر اس کے اعمال خیر نہ ہوں گے تو مظلوم کے گناہ لیے جائیں گے، اور اس ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے۔

(۲)﴿عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:اَ تَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوْا: اَلْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ:اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَاتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَصِیَامٍ وَزَکٰوةٍ وَیَاتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَدْ قَذَفَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَکَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطیٰ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ﴾ (صحیح مسلم ج۲ص۳۲۰-مشکوٰۃ المصابیح ص۴۳۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت تاجدار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہمارے درمیان مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم (روپے پیسے) ہو، نہ کوئی دولت۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا اور آئے گا اس طرح کہ اسے گالی دیا ہے، اور اس پر بہتان باندھا ہے، اور اس کا مال کھایا ہے، اور اس کا خون بہایا ہے، اور اسے مارا ہے تو اس مظلوم کو اس کی نیکیوں سے دیا جائے گا، پس اگر اس ظالم کی نیکیاں اس کے پورا ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں جو مظالم اس کے اوپر ہیں تو مظلومین کے گناہوں کو لیا جائے گا اور اس پر ڈال دیا جائے گا، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

توضیح: مذکورہ بالا حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بعض اسباب کی بنیاد پر انسان کی مرضی کے بغیر اس کے اعمال صالحہ دوسرے کو دیئے جا سکتے ہیں اور دوسرے کا گناہ اس پر ڈالا جا سکتا ہے۔

مسئلہ قرآن خوانی سے متعلق وہابیہ کے امام معتمد ابن قیم جوزیہ (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ) کی فیصلہ کن بحث کا ایک حصہ مندرجہ ذیل ہے۔

(۳)﴿فان قیل فرسول الله صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ارشدهم الی الصوم والصدقة والحج دون القرأة؟قیل هوصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لم یبتدئهم بذلک بل خرج منه مخرج الجواب لهم فهذا سأله عن الحج عن میته فاذن له وهذا سأله عن

الصيام عنه فاذن له وهذا سأله عن الصدقة فاذن له ولم يمنعهم مما سوى ذلک–وای فرق بین وصول ثواب الصوم الذی هو مجرد نیة وامساک و وصول ثواب القرأة والذکر؟والقائل ان احدا من السلف لم یفعل ذلک،قائل ما لا علم به فان هذا شهادة علی نفی ما لم یعلمه،فما یدریه ان السلف کانوا یفعلون ذلک ولا یشهدون من حضرهم علیه بل یکفی اطلاع علام الغیوب علی نیاتهم ومقاصدهم لاسیما والتلفظ بنیة لایشترط کما تقدم–وسر المسألة ان الثواب ملک للعامل فاذا تبرع به واهداه الٰی اخیه المسلم اوصله اللّٰه الیه–فما الذی خص من هذا ثواب قرأة القران وحجرعلی العبد ان یوصله الی اخیه؟وهذا عمل سائر الناس حتی المنکرین فی سائرالاعصار والامصار من غیرنکیرمن العلماء﴾ (الروح ص۱۹۲)

ترجمہ: پس اگراعتراض کیا جائے کہ حضرت احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کوروزہ و صدقہ وحج کی جانب رہنمائی فرمائی،نہ کہ تلاوت قرآن کی طرف؟ جواب دیا جائے گا کہ حضرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابتدائی طور پرانہیں یہ نہیں فرمایا، بلکہ حضرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحابہ کے جواب کے طور پر یہ صادر ہوا، پس اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے مردے کی جانب سے حج کرنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اجازت عطا فرمائی،اوراس نے اپنے مردے کی جانب سے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں اجازت دی،اوراس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صدقے کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی،اورانہیں اس کے علاوہ اعمال خیر سے منع نہیں فرمایا،اورکونسا فرق ہے روزہ کے ثواب پہونچنے کے درمیان جوکہ محض نیت اورمخصوص اشیا سے بازرہنا ہے،اورتلاوت قرآن اور ذکر کے ثواب پہونچنے کے درمیان؟

اور یہ قول کرنے والا کہ اسلاف میں سے کسی نے ایسانہیں کیا،اس کا قول کرنے والا جس

چیز کا اسے علم نہیں تو یہ شہادت ہے اس چیز کی نفی پر جسے وہ نہیں جانتا ہے (یعنی معترض نے عدم علم کو علم عدم بنا ڈالا) اسے کیا معلوم کہ اسلاف کرام ایسا کرتے ہوں اور اس پر مطلع نہ کرتے ہوں انہیں جو ان کے پاس حاضر ہوں، بلکہ رب تعالیٰ کا ان کی نیتوں اور ان کے مقاصد پر مطلع ہونا کافی ہے خاص کر جب کہ بخش دینے کی نیت کو لفظوں میں ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جیسا کہ گذرا۔

اور مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ ثواب، عمل کرنے والے کی ملکیت ہے تو جب وہ اس کے ذریعے احسان کرے، اور اسے اپنے مسلم بھائی کو بخشے تو رب تعالیٰ وہ ثواب اس تک پہونچا دیتا ہے، پس کیا دلیل ہے جس نے تلاوت قرآن کے ثواب کو اس اصل سے مستثنیٰ کر دیا؟ اور بندے پر پابندی لگا دی قرآن خوانی کا ثواب اپنے بھائی تک پہونچانے سے؟ حالانکہ یہ سارے مسلمانوں کا طریقہ ہے، حتّٰی کہ منکرین کا بھی تمام زمانے اور علاقے میں علما کے انکار کے بغیر۔

توضیح: ابن قیم نے منکرین سے دلیل طلب کیا، حالانکہ قرآن خوانی کا ثواب نہ پہونچنے سے متعلق منکرین کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

(۳) مجدد صدی دوازدہم علامہ محبّ اللہ بہاری (م۱۱۱۹ھ) نے لکھا﴿ان اصل الافعال الاباحة کما ھومختار اکثر الحنفیة والشافعیة﴾(مسلم الثبوت ص۲۲)

ترجمہ: افعال حسنہ میں اصل جواز ہے، جیسا کہ یہی احناف وشوافع کا مسلک مختار ہے۔

توضیح: بلاشبہ تلاوت قرآن عمل حسن ہے، اور دیگر اعمال خیر کی طرح قرآن خوانی کا ثواب دیگر مومنین کو بخش دینا بھی ایک فعل حسن ہے۔

(۴) ابن قیم نے قرآن خوانی سے متعلق مختلف سوالوں کا جواب دیتے ہوئے لکھا۔

﴿فالجواب ان مورد ھذا السوال ان کان معترفا بوصول ثواب الحج والصیام والدعاء والاستغفار، قیل له ما ھذه الخاصیة التی منعت وصول ثواب القرآن واقتضت وصول تلک الاشیاء الی المیت فھو محجوج بالکتاب والسنة و الاجماع وقواعد الشرع﴾(الروح ص۱۹۱)

ترجمہ: پس جواب یہ ہے کہ سوال کرنے والا اگر حج و روزہ ودعا واستغفار کے ثواب پہونچنے کا اعتراف کرتا ہے تو اس سے سوال کیا جائے گا کہ وہ کیا خاص علت ہے جو قرآن کے ثواب پہونچنے سے مانع ہوئی، اوران اعمال (حج، روزہ، دعا وغیرہ) کے ثواب پہونچنے کی مقتضی ہوئی؟ اور یہ تو صرف مماثل اعمال کے درمیان تفریق کرنا ہے، اور اگر سائل ان اعمال مذکورہ کے ثواب پہونچنے کا اعتراف نہ کرتا ہو تو اس پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اجماع امت اور قواعد شرعیہ سے حجت قائم ہو چکی ہے۔

(۵) اسی باب میں ابن قیم نے ایک جگہ لکھا ﴿**ذهب بعض اهل البدع من اهل الكلام انه لا يصل الى الميت شيء البتة، لادعاء و لا غيره**﴾ (الروح ص۱۶۰)

ترجمہ: متکلمین میں سے بعض اہل بدعت کا مذہب یہ ہے کہ مردہ تک کوئی چیز نہیں پہنچتی ہے، نہ دعا اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی چیز۔

توضیح: ابن قیم کی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ جب دیگر اعمال صالحہ کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے تو اسی طرح قرآن خوانی کا ثواب بھی پہونچے گا۔ اگر کوئی انکار کرتا ہے تو یہ مماثل چیزوں کے درمیان تفریق کرنا ہے، اور یہ انکار بلا دلیل ہے، اور کسی بھی عمل خیر کے ثواب نہ پہونچنے کا قول کرنا اہل بدعت یعنی معتزلہ وغیرہ کا مذہب ہے۔ بعض منکرین کہا کرتے ہیں کہ صرف میت کی آل واولاد کے عمل کا ثواب مردوں کو ملتا ہے، اس کا جواب دیتے ہوئے ابن تیمیہ نے لکھا۔

﴿**ففي هذه الاحاديث الصحيحة انه امر بحج الفرض عن الميت وبحج النذر كما امر بالصيام–وان المامور تارةً يكون ولدًا وتارة يَكون اخًا–وشبّه النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذلك بالدَّين يكون على الميت والدَّين يصح قضائه من كل احد فدل علٰى انه يجوز ان يفعل ذلك من كل احد، لايختص ذلك بالولد كما جاء مصرحاً به في الاخ**﴾ (مجموعۃ الفتاویٰ لابن تیمیہ ج۲۴ ص۱۷۲)

ترجمہ: پس ان صحیح حدیثوں میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میت کی جانب سے حج فرض اور حج نذر کا حکم دیا، جیسا کہ روزے کا حکم دیا، اور مامور کبھی بیٹا ہے اور کبھی بھائی، اور حضرت

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے قرض کے مشابہ قرار دیا جو میت پر ہو، اور قرض کا ادا کرنا ہر ایک کی جانب سے صحیح ہے تو اس بات پر دلالت ہوئی کہ یہ سب (عمل خیر میت کی جانب سے) کرنا ہر ایک کی طرف سے صحیح ہے۔ یہ بیٹے کے ساتھ خاص نہیں ہے جیسا کہ بھائی کے بارے میں اس کی صراحت وارد ہے۔

توضیح: ابن تیمیہ کی ایک عبارت ماقبل میں بھی گذر چکی کہ اہل قرابت ہو یا کوئی اجنبی، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنے تمام اعمال خیر کا ثواب بخش سکتا ہے، خواہ عبادات بدنیہ ہوں یا عبادات مالیہ۔

بحث اول میں بتایا گیا کہ خود سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرحومین کو تلاوت قرآن کے ثواب بخشنے کی ترغیب فرمائی۔ بحث دوم میں فقہائے اسلام کے اقوال سے بھی اس کے جواز پر ثبوت پیش کیا جا چکا۔ مذکور ماقبل احادیث نبویہ، آثار صحابہ اور ارشادات فقہا میں غور و فکر کیا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ حق واضح ہو جائے گا: وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

☆☆☆☆☆

باب سوم

تعیین ایام کا بیان

(۱)﴿عَنْ شَقِیْقٍ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ یُذَکِّرُ النَّاسَ فِیْ کُلِّ خَمِیْسٍ– الحدیث﴾ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۶–صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۷۷–مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کولوگوں کو وعظ ونصیحت فرماتے۔

توضیح: صحابی رسول نے وعظ ونصیحت کے لیے جمعرات کا دن متعین فرمالیا تھا۔

(۲) علمائے دیوبند کے پیر طریقت حاجی امداداللہ مہاجر مکی نے لکھا۔

''یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد کر جاتا ہے، اور ضرور ہو رہتا ہے، اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں، کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں، جن کی تفصیل طویل ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں''۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۷)

توضیح: تیجہ، دسواں، بیسواں، چہلم، سالانہ وغیرہا میں تعیین ایام عرفی ہے۔ جب کبھی مسلمان مردوں کے نام صدقات وخیرات اور اعمال خیر کا ایصال ثواب کیا جائے، انھیں فائدہ پہنچتا ہے۔ کسی دن یا مہینہ سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔ وقت مقرر کرنے کا فائدہ صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگ ان مقررہ اوقات میں یہ سب امور خیر انجام دے جاتے ہیں، ورنہ پھر تساہلی اور غفلت ہو جاتی ہے۔

(۳)﴿اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَالدَّیْلَمِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :مَا الْمَیِّتُ فِیْ قَبْرِهٖ اِلَّا شِبْهَ الْغَرِیْقِ الْمَتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ وَلَدٍ اَوْ صَدِیْقٍ ثِقَةٍ–فَاِذَا لَحِقَتْهُ کَانَتْ اَحَبَّ اِلَیْه مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَیُدْخِلُ عَلٰی اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ

اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاَنَّ هَدْيَةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ﴾ (شرح الصدور ص ۱۲۷-شعب الایمان ج ۱۳ص ۳۶۴-التذکرۃ للقرطبی ص ۶۷-مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۰۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میت اپنی قبر میں دریا میں ڈوبنے والے فریادی کی طرح ہے۔وہ دعا کا انتظار کرتا رہتا ہے، جو اسے باپ یا ماں یا بیٹے یا کسی معتبر دوست کی جانب سے پہونچے، پس جب اسے دعا پہنچتی ہے تو وہ اسے دنیاومافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور بیشک رب تعالیٰ اہل زمین کی دعا کی وجہ سے اہل قبور کو پہاڑوں کے مثل اجر عطا فرماتا ہے، اور زندوں کا تحفہ مردوں کے لیےان کی مغفرت کی دعا کرنی ہے۔

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرحومین ہر وقت اپنے متعلقین کی جانب سے عمل خیر کے منتظر رہتے ہیں۔اگر کوئی شخص روزانہ اپنے مرحومین کے لیے ایصال ثواب کرے تو بہت اچھا ہے ۔تعیین ایام کا مقصد صرف اتنا ہے کہ لوگ اپنے مرحومین کو بالکل بھول نہ جائیں ۔تعیین ایام کا رواج قدیم زمانے سے ہےاور صحابہ کرام کے طریق کار سے بھی اس کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

حضوراقدس سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعض عمل سے بھی اس جانب رہنمائی ہوتی ہے۔امام سیوطی نے لکھا کہ عہد صحابہ میں موت کے بعد سات دنوں تک غربا و مساکین کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔اس موضوع پر ان کا ایک تحقیقی رسالہ ''طلوع الثریا باظہار ما کان خفیا'' کے نام سے ہے۔یہ رسالہ امام سیوطی شافعی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) کی کتاب ''الحاوی للفتاویٰ'' (ج ۲ ص ۱۷۸تا ص ۱۹۶) میں موجود ہے۔اس کے بعض اقتباسات لکھے جاتے ہیں۔

(۴)﴿قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِيْ كِتَابِ الزُّهْدِ لَهٗ-حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ قَالَ طَاوُوْسٌ: اِنَّ الْمَوْتٰى يُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ سَبْعًا فَكَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ يُطْعِمُوْا عَنْهُمْ تِلْكَ الْاَيَّامَ﴾

(الحاوی للفتاویٰ ج ۲ص ۱۷۸-دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: حضرت امام احمد بن حنبل (۱۶۴ھ-۲۴۱ھ) نے اپنی ''کتاب الزہد'' میں سند مذکور کے

ساتھ فرمایا کہ طاؤس تابعی نے فرمایا کہ اموات مسلمین سات دنوں تک آزمائشوں میں مبتلا رہتے ہیں تو صحابہ کرام سات دنوں تک مردوں کی جانب سے کھانا کھلانا پسند فرماتے تھے۔

توضیح: اسی روایت کی تخریج حافظ ابونعیم اصبہانی (۳۳۶ھ-۴۳۰ھ) نے حلیۃ الاولیاء (ج ۴ص ۱۱-دارالکتاب العربی بیروت) میں حضرت طاؤس (م ۱۰۵ھ) کے حوالے سے کی۔

امام سیوطی نے مشہور تابعی امام مجاہد سے بھی روایت مذکورہ کا مروی ہونا بتایا، اوراسی طرح کی ایک روایت حضرت عبید بن عمیر تابعی کے حوالے سے ''الحاوی للفتاویٰ'' (ص ۱۷۸) میں تخریج کی۔

(۵) امام جلال الدین سیوطی شافعی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) نے ایک طویل بحث کے بعد لکھا۔

﴿ان سنة الاطعام سبعة ايام،بلغنى انها مستمرة الى الآن بمكة ومدينة- فالظاهر انها لم تترک من عهد الصحابة الى الآن وانهم اخذوها خلفاً عن سلف الى الصدر الاول﴾ (الحاوی للفتاویٰ ج ۲ص ۱۹۴)

ترجمہ: مجھے خبر پہونچی کہ سات دنوں کھانا کھلانے کی سنت مکہ معظمہ ومدینہ منورہ میں اب تک جاری ہے، پس ظاہر یہی ہے کہ یہ صحابہ کرام کے عہد سے اب تک متروک نہیں ہوا، اور مومنین نے اس طریقے کولیا، بعدوالے پہلے والے سے سلسلہ وار صحابہ کرام تک۔

(۶) حضرت طاؤس وعبید بن عمیر رضی اللہ عنہما کی مذکورہ روایتوں سے متعلق کلام کرتے ہوئے علامہ ابن حجر ہیتمی مکی شافعی (۹۰۹ھ-۹۷۴ھ) نے تحریر کیا۔

﴿فيه قولان لاهل الحديث والاصول-احدهما انه ايضًا من باب المرفوع وان معناه كان الناس يفعلون ذلک فى عهد النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ويعلم به و يقرعليه-والثانى انه من باب العزو الى الصحابة دون انتهائه الى النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-وعلٰى هذا قيل انه اخبار عن جميع الصحابة فيكون نقلا للاجماع-وقيل عن بعضهم و رجحه النووى فى شرح مسلم-وقال الرافعى مثل هذا اللفظ يراد به انه كان مشهورًا فى ذلک العهد من غيرنكير-فان قلت-لم كرر الاطعام سبعة ايام دون التلقين؟قلت: لان مصلحة الاطعام

متعدية وفائدته للميت اعلیٰ اذ الاطعام عن الميت صدقة وهی تسن عنه اجماعا﴾ (الفتاوی الکبری الفقهیہ ج ۲ص ۳۱- دار صادر بیروت)

ترجمہ: اس اثر کے بارے میں محدثین واصولیین کے دوقول ہیں۔ان میں سے ایک یہ کہ یہ اثر بھی حدیث مرفوع کے قبیل سے ہےاوراس کا معنیٰ یہ ہے کہ صحابہ کرام، حضرت سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایسا کرتے تھے،اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کواس کا علم تھا،اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں اس پر ثابت رکھتے (یعنی انکار نہیں فرماتے)،اور دوسرا معنیٰ یہ کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اسے پہونچائے بغیر صحابہ کرام کی طرف منسوب کرنے کے قبیل سے ہے،اوراس تاویل پر کہا گیا کہ یہ تمام صحابہ کے بارے میں خبر دینا ہے،پس یہ اجماع صحابہ کو بیان کرنا ہے،اور کہا گیا کہ بعض صحابہ کے بارے میں خبر دینا ہے،اور امام نووی نے شرح مسلم میں اسی کو ترجیح دیا ہے،اور امام رافعی کبیر شافعی (۵۵۷ھ-۶۲۳ھ) نے فرمایا۔اس طرح کے لفظ سے یہ مرادلیا جاتا ہے کہ یہ اس عہد میں بلاانکار مشہور تھا، پس اگر تم اعتراض کرو کہ سات دنوں تک تلقین کو چھوڑ کر کھانا کھلانے کو کیوں مقرر کیا گیا؟ میں جواب دوں گا کہ کیونکہ کھانا کھلانے کا فائدہ متعدی ہے،اوراس میں میت کا بڑا فائدہ ہے،اس لیے کہ میت کی جانب سے کھانا کھلانا صدقہ ہے،اور صدقہ میت کی جانب سے بالاجماع مسنون ہے۔

صدقات اموات کامصرف

(۱) امام احمد رضا قادری (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ) نے تحریر فرمایا کہ اموات مسلمین کے نام صدقہ کیے ہوئے کھانا وغیرہ پر غربا ومساکین کا حق ہے۔دوسروں کواس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(فتاویٰ رضویہ ج۴ص ۱۴۰-رضا اکیڈمی ممبئی)

مرحومین کی جانب سے صدقہ روز اول سے

(۱) علامہ یعقوب بن سید علی (م ۹۳۱ھ) نے لکھا۔

﴿والسنة ان یتصدق ولی المیت له قبل مضی اللیلة الاولٰی بشیء مما تیسر له﴾
(مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام ص ۵۷۸-استنبول ترکی)

ترجمہ: سنت یہ ہے کہ میت کا ولی پہلی رات گذرنے سے پہلے ہی میت کے لیے صدقہ کرے، جو کچھ اسے میسر ہو۔

(۲)﴿......(ویستحب ان یتصدق عن المیت بعده)ای بعد موته(الٰی سبعةٍ کلَّ ایام)یوم بشیء مما تیسر﴾ (مفاتیح الجنان ص ۵۷۸)

ترجمہ: میت کی جانب سے اس کی موت کے بعد سات دنوں تک ہر دن صدقہ کرنا مستحب ہے ، جو کچھ میسر ہو۔

چہلم اور سالانہ کا ثبوت

اہل اسلام میں عہد قدیم سے چالیس دنوں تک مختلف مواقع پر صدقات وخیرات کیے جاتے ہیں۔بعض حدیثوں سے اس کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

(۱)امام سیوطی نے لکھا﴿اَخْـرَجَ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ مُجَاھِدٍ قَالَ:مَا مِنْ مُؤْمِنٍ یَمُوْتُ اِلَّاتَبْکِیْ عَلَیْهِ الْاَرْضُ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا﴾(شرح الصدور ص ۴۱)

(۲)﴿ اَخْرَجَ اِبْنُ اَبِی الدُّنْیَا وَالْحَاکِمُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:اِنَّ الْاَرْضَ لَتَبْکِیْ عَلَی الْمُؤمِنِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا﴾(شرح الصدور ص ۴۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس اور مجاہد تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ مومن کی موت پر زمین چالیس دن تک روتی ہے۔

توضیح: جب زمین چالیس دنوں تک اسے مسلسل یاد کرتی رہتی ہے،اورافسوس کرتی ہے تو احباب واقارب کو بھی ان دنوں میں بکثرت ان کی یاد کرنی چاہئے اوران کے نام ہر دن کچھ نہ کچھ ایصال ثواب کرتے رہنا چاہئے ۔بہت سے لوگ چالیس دنوں تک مومن مرحوم کے نام تلاوت قرآن کرتے ہیں،اوراہل اسلام میں جوان چالیس دنوں میں موقع بموقع تیجہ،دسواں،

بیسواں، چالیسواں وغیرہ کا رواج صدیوں سے قائم ہے، اسی طرح کی احادیث وروایات ان کے لیے اصل اور معیار ہیں۔ سالانہ فاتحہ وایصال ثواب کی سند ذیل کی حدیث ہے۔

(۲)﴿اَخْـرَجَ الْبَیْہَـقِـیُّ عَنِ الْوَاقِدِیِّ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزُوْرُ الشُّہَـدَاءَ بِـاُحُدٍ فِیْ کُلِّ حَوْلٍ وَ اِذَا بَلَغَ الشِّعْبَ رَفَعَ صَوْتَہٗ فَیَقُوْلُ: سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِـمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ–ثُمَّ اَبُوْ بَکْرٍ کُلَّ حَوْلٍ یَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانُ–الحدیث﴾ (شرح الصدور ص ۸۷)

ترجمہ: حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال شہدائے احد کی زیارت فرماتے، اور جب گھاٹی پہنچتے تو بلند آواز سے کہتے: ''سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار''- پھر حضرت صدیق اکبر ہر سال ایسا کرتے، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۳) مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے انوار ساطعہ اور حاشیہ خزانۃ الروایات کے حوالے سے لکھا کہ حضواقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے تیسرے دن اور ساتویں دن اور چالیسویں دن اور چھٹے ماہ اور سال بھر بعد صدقہ دیا۔

(جاء الحق ج ا ص ۲۵۰-فرید بک ڈپو دہلی)

(۴) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری نے ''فتاویٰ امام نسفی'' کے حوالے سے لکھا۔

﴿اِنَّ اَرْوَاحَ الْـمُـؤْمِـنِیْنَ یَاتُوْنَ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃِ الْجُمُعَۃِ وَیَوْمِ الْجُمُعَۃِ فَیَقُوْمُوْنَ بِفِنَاءِ بُیُـوْتِہِـمْ ثُمَّ یُنَادِیْ کُلُّ وَاحِدٍمِنْھُمْ بِصَوْتٍ حَزِیْنٍ یَا اَھْلِیْ وَیَا اَوْلَادِیْ وَیَا اَقْرِبَائِیْ اَعْطِفُوْا عَلَیْنَا بِالصَّدَقَۃِ وَاذْکُرُوْنَا وَلَا تَنْسَوْنَا وَ ارْحَمُوْنَا فِیْ غُرْبَتِنَا –الخ﴾

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۳۳ - رضا اکیڈمی ممبئی)

ترجمہ: مومنین کی روحیں ہر جمعہ کی رات اور دن کو آتی ہیں اور اپنے گھروں کے باہر ٹھہرتی ہیں، پھر ان میں سے ہر ایک غمگین آواز میں ندا کرتی ہے۔ اے میرے گھر والو! اے میری آل واولاد! اے میرے اہل قرابت! ہمارے اوپر صدقہ کے ذریعے مہربانی کرو، اور ہمیں یاد کرو، اور ہمیں نہ بھولو، اور ہماری غربت میں ہمارے اوپر رحم کرو۔

(۵) امام موصوف نے ''خزانۃ الروایات'' کے حوالے سے ایک دوسری روایت نقل کیا۔

﴿عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ اَوْ يَوْمُ جُمُعَةٍ اَوْ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ اَوْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنَ الشَّعْبَانِ تَاتِىْ اَرْوَاحُ الْاَمْوَاتِ وَيَقُوْمُوْنَ عَلٰى اَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ: هَلْ مِنْ اَحَدٍ يَذْكُرُ نَا، هَلْ مِنْ اَحَدٍ يَتَرَحَّمُ عَلَيْنَا، هَلْ مِنْ اَحَدٍ يَذْكُرُ غُرْبَتَنَا – الحديث﴾

(فتاویٰ رضویہ ج۴ص۲۳۳ - رضا اکیڈمی ممبئ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب عید کا دن، یا جمعہ کا دن، یا یوم عاشورا، یا نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو مردوں کی روحیں آتی ہیں، اور اپنے گھروں کے دروازوں پر ٹھہرتی ہیں اور کہتی ہیں۔ کیا کوئی ہے جو ہمیں یاد کرے؟ کیا کوئی ہے جو ہم پر رحم کرے؟ کیا کوئی ہے جو ہماری غربت کو یاد کرے؟

توضیح: حضرت سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اموات مومنین کی جانب سے صدقات وخیرات کرتے رہنا چاہئے۔ احادیث طیبہ مرقومہ ذیل ہیں۔

(۱) ﴿عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِىْ صَدَائِقَ خَدِيْجَةَ – فَرُبَمَا قُلْتُ لَهٗ كَاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ فِى الدُّنْيَا اِمْرَاَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُولُ: اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِىْ مِنْهَا وَلَدٌ﴾

(صحیح بخاری ج۱ص۵۳۹ - صحیح مسلم ج۲ص۲۸۴ - مشکوٰۃ المصابیح ص۵۷۳)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی پر میں اتنی غیرت نہ کھائی، جتنی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں، لیکن حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کا بکثرت تذکرہ فرماتے اور کبھی بکری ذبح فرماتے، پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کرتے، پھر اسے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں میں بھیج دیتے۔

(۲) ﴿وَاِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِئ فِيْ خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ﴾ (صحیح بخاری ج اص ۵۳۸)

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکری ذبح فرماتے، اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں میں اسے تحفہ کے طور پر بھیج دیتے، اتنا کہ انھیں کافی ہو۔

توضیح: ہمارے رسول حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکری کا پورا گوشت تقسیم فرما دیتے۔ ہر ایک کو اتنا دیتے جو ان کے لیے کافی ہو سکے، یعنی وافر مقدار میں دیتے۔ حاصل کلام یہ کہ اموات مومنین کے ایصال ثواب کے لیے صدقات وخیرات ایک جائز اور ثابت شدہ امر ہے۔ تعیین ایام ،عوام الناس کی یاد دہانی اور ترغیب کے لیے ہے، اور اس کے جواز کی سندیں ذکر کی جا چکی ہیں ۔اگر کوئی ہر دن صدقات وخیرات کیا کرے، اور اعمال صالحہ کا ثواب مرحومین کو روزانہ بخشا کرے تو اور بھی اچھا ہے: وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

☆☆☆☆☆

خاتمہ

البانی کی علمی خیانت

اس رسالہ میں اکثر احادیث مقدسہ صحاح ستہ کی لکھی گئی ہیں۔ بعض احادیث دیگر معتبر کتب احادیث سے بھی اخذ کی گئی ہیں۔ سلفیوں کی عادت قدیمہ ہے کہ وہ ان تمام احادیث کو جو ان کے سلفی مسلک کے خلاف ہوں اور مسلک اہل سنت کے موافق ہوں، انہیں وہ ضعیف کہہ دیا کرتے ہیں۔ صحاح ستہ کی بے شمار احادیث مبارکہ کو سلفیوں کے محدث اکبر ناصر الدین البانی (۱۹۱۴ء-۱۹۹۹ء) نے ضعیف لکھا ہے، اور ان کے علاوہ بھی بہت سی صحیح حدیثوں کو ضعیف اور اپنے مسلک کی تائید کرنے والی ضعیف احادیث کو صحیح بتایا ہے۔

البانی کی تردید میں علمائے عرب نے قلم اٹھایا۔ شیخ عبداللہ صالح نے ''التعقیبات الملیحۃ علی السلسلۃ الصحیحہ'' (مطبوعہ: مکتبۃ الرشد ریاض)، شیخ عبد اللہ بن محمد بن احمد درویش نے ''تنبیہ القاری لتقویۃ ماضعفہ الالبانی'' اور ''تنبیہ القاری لتضعیف ماقواہ الالبانی'' (مطبوعہ: دار العلیان)، شیخ حسن بن علی سقاف نے ''تناقضات الالبانی الواضحات'' (مطبوعہ: دار الامام النووی عمان) اور ان کے علاوہ دیگر علمائے عرب وعجم نے بھی مضامین اور کتابیں لکھیں۔

(۱) حسن بن علی سقاف نے لکھا﴿**قد اوردنا فیه ما یزید علی خمسین ومأتین من تناقضات وقعت له فهو یصحح احادیث فی کتاب ویضعفها فی کتاب اٰخر**﴾

(مقدمۃ التناقضات الالبانی الواضحات ص۴)

ترجمہ: میں نے اس کتاب میں ڈھائی سو (۲۵۰) سے زیادہ تناقضات پیش کیے ہیں جو البانی سے واقع ہوئے۔ وہ ایک کتاب میں احادیث کو صحیح قرار دیتا ہے، اور دوسری کتاب میں ان کو ضعیف کہتا ہے۔

(۲) حسن بن علی سقاف نے لکھا ﴿فكنت ادون تلك الملاحظات فى كراس خاص و لما اجتمع عندى من ذلك عدد ضخيم وشيء كثير، رأيت ان ادون تلك التناقضات فى سلسلة وكذا الاوهام فى سلسلة وكذا الاخطاء والقصور فى الاطلاع فى سلسلة اخرىٰ وكذا ما يقع له من حذف او تغيير فى كلام السادة العلماء والائمة الذين ينقل من كتبهم فى سلسلة اخرى كذلك واخرجها للقراء ليقفوا علىٰ جلية الامر حتّٰى لا يقعوا فيه لا سيما الذين فتنوا به﴾

(مقدمۃ التناقضات الالبانی الواضحات ص۴)

ترجمہ: پس میں اپنے مطالعہ کے دوران البانی کی غلطیوں کو ایک نوٹ بک میں لکھتا تھا، اور جب میرے پاس اس کی ایک بڑی تعداد اور بہت سے مضمون جمع ہو گئے تو مجھے خیال ہوا کہ میں ان تناقضات کو ایک سلسلہ (کتاب) میں جمع کر دوں، اور اسی طرح اوہام کو ایک سلسلہ (کتاب) میں، اور اسی طرح (فن حدیث میں) قلت اطلاع اور غلطیوں کو ایک دوسرے سلسلہ (دوسری کتاب) میں، اور اسی طرح جو اس کی جانب سے حذف یا تغییر واقع ہوئی ہے، ان حضرات علما وائمہ کے کلام میں جن کی کتابوں سے یہ نقل کرتا ہے، اسی طرح کے ایک دوسرے سلسلہ (دوسری کتاب) میں (جمع کر دوں)، اور اسے اہل علم کے لیے منظر عام پر لاؤں، تاکہ لوگ معاملے کی حقیقت سے واقف ہوں، تاکہ لوگ اس (کی بلا) میں نہ پھنسیں، خاص کر وہ لوگ جو اس کے ذریعہ فتنہ میں مبتلا ہو چکے ہیں (وہ عبرت حاصل کریں)

(۳) کتاب کے آخری صفحات میں مؤلف مذکور نے لکھا۔

﴿قد ثبت قطعيا واقر علىٰ ذلك الثبوت عدد كبير من علماء الامة ان كتبك حوت تناقضات فتصحح الحديث فى موضع وتضعّفه فى مكان آخر وهذان الضدان — والضدان لا يجتمعان﴾ (تناقضات الالبانی الواضحات ص۲۰۲)

ترجمہ: یقینی طور پر ثابت ہو چکا ہے، اور اس ثبوت کا علمائے امت کی ایک بڑی تعداد نے اقرار کیا کہ تیری (البانی) کتابیں تیرے تناقضات کا مجموعہ ہیں۔ تم ایک جگہ حدیث کو صحیح قرار دیتے ہو،

اور دوسری جگہ اسی کو ضعیف کہتے ہو، اور یہ دونوں ضد ہیں، اور دو ضد جمع نہیں ہوتی ہیں۔

(۴)﴿**قد ثبت قطعیا واقر علی ذلک عدد کبیر من علماء الامة ان کتبک حوت اخطاء فی الکلام علی الرجال والاسانید وبالتالی التصحیح و التضعیف**﴾ (تناقضات الالبانی الواضحات ص۲۰۲)

ترجمہ: یقینی طور پر ثابت ہو چکا ہے، اور اس کا علمائے امت کی ایک بڑی تعداد نے اقرار کیا کہ تیری (البانی) کتابیں رجال (راویان حدیث) اور اسانید (اسانید حدیث) سے متعلق کلام و بحث کے بارے میں غلطیوں کا ایک مجموعہ ہیں، اور بالتبع تصحیح وتضعیف (بھی اسی طرح غلطیوں کا مجموعہ ہے)۔

صحاح ستہ سے دلیل کا مطالبہ

عہد حاضر کے سلفی وہابی، اہل سنت و جماعت سے ہر مسئلہ پر صحاح ستہ کی حدیث طلب کرتے ہیں، اس لیے سلفی جماعت سے چند سوالات ہیں۔

(۱) نماز میں سینے کے اوپر (فوق الصدر) حلق کے قریب ہاتھ باندھنے سے متعلق صحاح ستہ سے کوئی ایک صحیح الاسناد مرفوع متصل حدیث نبوی پیش کی جائے؟

(۲) صحاح ستہ کے مؤلفین مقلد تھے یا غیر مقلد؟

(۳) قدیم کتابوں میں ''اہل حدیث'' سے مراد محدث ہے یا مسلک سلفیت کا متبع؟

(۴) قرآن وحدیث یا اقوال فقہائے کرام کی روشنی میں ثابت کیا جائے کہ دین وشریعت کے مسائل میں صرف صحاح ستہ کی حدیث قبول کی جاسکتی ہے، یا دیگر کتب احادیث کی حدیث بھی قبول کی جائے گی؟

سلفی مسلک، اجماع امت کے خلاف ہے یا نہیں؟

(۱)﴿**وَمَآ اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا**﴾ (سورہ حشر: آیت ۷)

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں، وہ لو، اور جس سے منع فرمائیں، باز رہو۔

(کنزالایمان)

(۲)﴿وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی-اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾(سورہ نجم: آیت ۳،۴)

ترجمہ:اوروہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے ،وہ تو نہیں ،مگروحی جوانھیں کی جاتی ہے۔

(کنزالایمان)

توضیح: منقوشہ بالا ارشادات الٰہیہ کا مفہوم یہ ہے کہ حضوراقدس شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن چیزوں کا تمہیں حکم فرمائیں ،تم ان کو بجالاؤ،اور جن امور سے منع فرمائیں ،انھیں نہ کرو، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال مبارکہ اللہ تعالیٰ کی وحی ہیں ، اسی لیے احادیث نبویہ کو وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔مذکورہ بالا آیات طیبہ سے صاف متبادر ہوتا ہے کہ حضور اکرم اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان قابل عمل سند کے ساتھ صحاح ستہ یا غیر صحاح ستہ جہاں کہیں بھی ملے ،اسے قبول کیا جائے گا۔ہاں ،موضوع حدیث قبول نہیں کی جاسکتی ہے۔

(۱)وہابیہ کے امام ابن قیم جوزیہ(۶۹۱ھ-۷۵۱ھ) نے ضعیف حدیث کوبھی قابل عمل بتایا،جبکہ امت مسلمہ اس پرعمل پیرا ہو۔اس نے دفن کے بعد میت کوتلقین کرنے کے بارے میں لکھا۔

﴿ویروٰی فیہ حدیث ضعیف ذکرہ الطبرانی فی معجمہ من حدیث ابی امامۃ قال قال رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اذا مات احدکم فسویتم علیہ التراب فلیقم احدکم علٰی رأس قبرہ ثم یقول:یا فلان بن فلانۃ ! فانہ یسمع-الحدیث﴾(الروح ص۲۰-المعجم الکبیر للطبرانی ج ۸ص ۲۵۰)

ابن قیم نے پوری حدیث نقل کرنے کے بعدلکھا﴿فھذا الحدیث وان لم یثبت فاتصال العمل بہ فی سائر الامصار والاعصار من غیر انکار کاف فی العمل بہ-وما اجری اللّٰہ سبحانہ العادۃ قط بان امۃ طبقت مشارق الارض ومغاربھا وھی اکمل الامم عقولًا واوفرھا معارفَ تطبق علٰی مخاطبۃ من لا یسمع ولا یعقل وتستحسن ذلک لا ینکرہ منکر-بل سنّہ الاول للآخر ویقتدی فیہ الآخر بالاول-فلولا ان المخاطب یسمع لکان ذلک بمنزلۃ الخطاب للتراب و

الخشب والحجر والمعدوم–وهذا وان استحسنه واحد،فالعلماء قاطبة علی استقباحه واستهجانه ﴾(الروح ص۲۱)

ترجمہ: پس یہ حدیث گرچہ ثابت (قوی) نہیں ہے، لیکن تمام شہروں اور زمانوں میں اس پر بغیر انکار کے اتصال کے ساتھ (سلسلہ وار) عمل ہونا اس پر عمل کے لیے کافی ہے،اور رب تعالیٰ نے کبھی بھی ایسا طریقہ جاری نہیں فرمایا کہ ایسی امت جو زمین کے مشرق ومغرب میں پھیلی ہوئی ہے،اور جو تمام امتوں میں کامل العقل اور کثیر المعارف ہے،اس سے خطاب کرنے پر متفق ہو جائے جو نہ سنتا ہو،اور نہ سمجھتا ہو،اور اسے مستحسن شمار کرے،اور اس امت میں سے کوئی انکار کرنے والا انکار نہ کرے، بلکہ اول طبقہ نے اسے آخر طبقہ کے لیے سنت قرار دیا ہو،اور اس بارے میں بعد والی جماعت، پہلی جماعت کی پیروی کرے، پس اگر مخاطب نہ سنے تو یہ مٹی اور لکڑی اور پتھر اور معدوم کو خطاب کرنے کی منزل میں ہوگا،اور اس کو گرچہ کوئی اچھا سمجھے،لیکن علما اس کے قبیح وناپسندیدہ ہونے پر متفق ہیں۔

توضیح: حاصل کلام یہ کہ اجماع امت کسی امر قبیح یا کسی ناجائز امر پر نہیں ہوسکتا۔ بلاتمثیل اسی طرح قرآن خوانی، تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، سالانہ، تراویح کی بیس رکعات، ائمہ مجتہدین کی تقلید،عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،حیات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، انبیائے کرام کا غیب داں ہونا،حضرت سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلیفہ الٰہی اور مختار کل کائنات ہونا، یوم قیامت شفاعت فرمانا، بلکہ رب تعالیٰ کا جسم وجسمانیات سے پاک ہونا،مکان ومکانیات سے منزہ ہونا وغیرہا امور اعتقادیہ وفقہیہ،اصولیہ وفروعیہ پر بلانکیر اجماع امت اسی قبیل سے ہے۔اگر یہ سب امور شرعیہ ناجائز وغلط، بدعت وحرام ہوتے تو علمائے امت کا ان امور پر اجماع کیسے ہوتا؟ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

(۲)﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدَاهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ﴾

(سورہ توبہ: آیت ۱۱۵)

ترجمہ: اور اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کرکے گمراہ فرمائے، جب تک انھیں صاف نہ

بتادے کہ کس چیز سے انھیں بچنا چاہئے۔(کنزالایمان)

توضیح: رب تعالیٰ کسی قوم کو ہدایت عطا فرمانے کے بعد پوری قوم کو گمرہی میں مبتلا نہیں فرماتا، بلکہ ان کے لیے ممنوعات ومباحات کی وضاحت فرماتا ہے۔

(۳)ابوحیان اندلسی (م ۷۴۵ ھ) نے اسی آیت کی تفسیر میں لکھا۔

﴿ولذلک ختم بقوله:"ان اللّٰه بکل شئ علیم "فیضل من یشاء ویختص بالهدایة من یشاء﴾ (تفسیر البحر المحیط ج ۵ ص ۵۱۶)

ترجمہ: اسی لیے رب تعالیٰ نے اپنے ارشاد مبارک کو اس پر ختم فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے، پس ان میں سے جسے چاہتا ہے، گمرہی میں مبتلا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے، ہدایت عطا فرماتا ہے۔

توضیح: مذکورہ بالا تفسیر سے ظاہر ہو گیا کہ تمام لوگ گمرہی میں مبتلا نہیں کیے جاتے، بلکہ گمرہی میں مبتلا ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ پہلے سے جانتا ہے۔ وہی لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔

(۴)امام فخر الدین رازی نے تحریر فرمایا **﴿وما کان اللّٰه لیوقع الضلالة فی قلوبهم بعد الهدیٰ حتّٰی یکون منهم الامر الذی یستحق به العذاب﴾** (تفسیر کبیر ج ۱۶ ص ۲۱۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ ہدایت عطا فرمانے کے بعد ان کے دلوں میں گمرہی پیدا فرمائے، یہاں تک کہ ان لوگوں سے وہ امر پایا جائے جس سے وہ مستحق عذاب بن جائیں۔

(۵)صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود بخاری (م ۷۴۷ ھ) نے تحریر فرمایا۔

﴿وایضا قوله تعالیٰ:وما کان اللّٰه لیضل قوما بعد اذ هداهم–یدل علی انه لا یلقیٰ فی قلوب قوم–هم العلماء المهدیون–خلاف الحق لکونه ضلالا لقوله تعالیٰ:فماذا بعدالحق الا الضلال﴾ (توضیح تلویح ج ۲ ص ۵۰: دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان "وما کان: الآیہ" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قوم یعنی ہدایت یافتہ علما کے دلوں میں حق کے خلاف القا نہیں کیا جاتا، (خلاف حق کے) گمرہی ہونے کی وجہ سے، رب تعالیٰ کے ارشاد "فماذا بعد الحق الا الضلال" کی بنیاد پر۔

توضیح: ہدایت کے بعدان تمام مؤمنین کے قلوب میں راہ ہدایت کا القا ہوتا ہے، نہ کہ گمرہی کا ۔بعض اشقیااس قانون سے مستثنیٰ ہوتے ہیں۔وہی گمرہی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

(۶)سلفیوں کے مجتہدا کبر عبدالعزیز بن عبداللہ بن الباز (۱۹۱۲ء-۱۹۹۹ء) نے لکھا۔

﴿واما ما اجمع علیه العلماء فامره ظاهر ولیس لاحد مخالفته –وانما النظر فیما تنازع فیه العلماء﴾ (فتاویٰ علماء البلد الحرام ص ۴۱۸)

ترجمہ: لیکن وہ امر جس پر علما کا اجماع ہو چکا ہو،کسی کواس کی مخالفت کا حق حاصل نہیں،اور غور وفکر (اجتہاد)اس امر میں کیا جاتا ہے جس میں علما کا اختلاف ہو۔

(۷)امام الوہابیہ ابن تیمیہ حرانی (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) نے لکھا۔

﴿معنی الاجماع ان تجتمع علماء المسلمین علیٰ حکم من الاحکام–واذا ثبت اجماع الامة علیٰ حکم من الاحکام،لم یکن لاحد ان یخرج عن اجماعهم فان الامة لا تجتمع علیٰ ضلالة﴾ (مجموعۃ الفتاویٰ لابن تیمیہ ج۲۰ص۱۰)

ترجمہ: اجماع کا معنیٰ یہ ہے کہ علمائے مسلمین کسی حکم پر متفق ہوجائیں،اور جب کسی حکم پر اجماع امت ہوجائے تو کسی کوان کے اجماع سے نکلنے کا حق نہیں، کیونکہ امت مسلمہ کا اجماع کسی گمرہی پر نہیں ہوتا۔

(۸)اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ جوحق وصداقت واضح ہوجانے کے بعد حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کی مخالفت کرے،اور تمام مؤمنین کے متفقہ اور اجماعی طریقہ کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرے تو ہم اسے اسی راہ پر ڈال دیں گے اور اسے جہنم تک پہونچائیں گے، جو کہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَ تْ مَصِيْرًا﴾ (سورہ نساء: آیت ۱۱۵)

ترجمہ:اور جورسول کا خلاف کرے،بعداس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے،ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے،اوراسے دوزخ میں داخل کریں گے،

اورکیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔(کنزالایمان)

(۹)﴿عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَاتُونَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَااٰبَائُكُمْ -فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَايُفْتِنُونَكُمْ﴾(صحیح مسلم ج۱ص۱۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں بڑے دھوکہ باز، بڑے جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے۔ وہ تمہارے پاس ایسی باتیں لائیں گے جو نہ تم نے سنا اور نہ تمہارے مومن آباواجداد نے، پس تم ان سے بچو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کردیں۔

(۱۰)﴿عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ: سَيَكُونُ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ اُنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَائُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ﴾

(صحیح مسلم ج۱ص۱۰)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے، وہ لوگ تمہیں ایسی باتیں بتائیں گے جو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے آباواجداد نے، پس تم اپنے آپ کو ان لوگوں سے بچانا۔

وما توفیقی الاباللّٰہ العلی العظیم—وللّٰہ الحمد اولًا وآخرًا کثیرًا ووافرًا والصلٰوۃ والسلام علٰی سیدنا وسندنا ومولانا محمد وعلٰی آلہ دائمًا سرمدًا

☆☆☆☆☆

مؤلف کی تالیفات

علوم القرآن

(۱) التوضیح والبیان فی معارف القرآن (موضوعات کثیرہ سے متعلق آیات کریمہ کی جمع وتدوین)

(۲) الکلام المنیر فی اقسام التفسیر (تفسیر قرآن کے اقسام اور شرائط مفسرین کا بیان)

علوم الحدیث

(۳) الفاظ الجرح والتعدیل (جرح وتعدیل کے مراتب اور الفاظ جرح وتعدیل کے معانی)

(۴) احکام التصحیح والتضعیف (احادیث طیبہ کی تصحیح وتضعیف کے احکام)

(۵) الاحکام الصحیحۃ للاحادیث الضعیفہ (حدیث ضعیف کے احکام)

(۶) الکتاب البہیج فی اصول التخریج (تخریج احادیث کے اصول وقوانین)

(۷) کشف المغیث فی علوم الحدیث (حدیث نبوی سے متعلق علوم وفنون کا بیان)

شروح الاحادیث النبویہ

(۸) حدائق الازہار الاربعین من احادیث النبی الامین ﷺ (چالیس احادیث مقدسہ)

(۹) السواد الاعظم من عہد الرسالۃ الی قرب القیامہ (ہر عہد میں اہل سنت وجماعت کی کثرت تعداد)

(۱۰) اصلاح المسلمین من احادیث سید المرسلین ﷺ (اصلاح اعمال واخلاق کی احادیث)

(۱۱) تجدید دین ومجددین (مجددین سے متعلق حدیث نبوی کی تشریح اور مجدد کے شرائط)

(۱۲) کتاب الاخلاق والآداب من کلام احب الاحباب ﷺ (احادیث اخلاق کا مجموعہ)

(۱۳) علوم دینیہ اور عالم اسلام (عالمی تناظر میں طلب علم سے متعلق حدیث نبوی کی توضیح)

علوم الفقہ

(۱۴) الفیوضات الصمدیۃ فی القواعد الفقہیہ (فقہ حنفی کے قواعد واصول کا بیان)

(۱۵)فقہ اسلامی میں قول مرجوح کے احکام (مسالک اربعہ میں قول مرجوح پر عمل کا حکم کیا ہے؟)

(۱۶)تحفۃ الفقہاء فی آداب الافتاء (معتمد و مستند کتابوں سے افتا کے آداب و احکام کا بیان)

(۱۷)تقلید و تلفیق کا شرعی حکم (تقلید شخصی سے متعلق علما کے اقوال اور تلفیق کی ممانعت کے دلائل)

(۱۸)جادو کے حقائق و احکام (جادو کا آغاز، اقسام اور شرعی احکام کا بیان)

(۱۹)تصلب و اعتدال: حقائق و احکام (عہد حاضر میں اعتدال پسندی کی غلط تعبیرات کا تعاقب)

(۲۰)فقہی تحقیقات کے مشکل مراحل (فقہی اختلافی مسائل سے متعلق غیر جانبدارانہ مباحث)

(۲۱)قانون شریعت (شافعی) (شافعی مسلک کے مطابق طہارت سے وراثت تک کے احکام)

تصوف وسلوک

(۲۲)التعرف فی احکام التصوف (شریعت پر عمل کے بغیر طریقت کا دعویٰ غلط)

(۲۳)آداب طریقت (مسائل طریقت و احکام تصوف کی تفصیل)

(۲۴)اقسام بیعت و اقسام مشائخ (بیعت برکت و بیعت سلوک و شیخ اتصال و شیخ ایصال کا بیان)

ردوابطال

(۲۵)مصباح المصابیح فی احکام التراویح (احادیث طیبہ وفقہ اربعہ سے بیس رکعت تراویح کا ثبوت)

(۲۶)اہداء ثواب الخیرات الی الاحیاء والاموات (احادیث وفقہ اربعہ سے ایصال ثواب کا ثبوت)

(۲۷)تزکیۃ القلوب والاذہان من اباطیل تقویۃ الایمان (آیات واحادیث سے رد تقویۃ الایمان)

(۲۸)معمولات اہل سنت ورد بدعات ومنکرات (فتاویٰ رضویہ سے معمولات وبدعات کے احکام)

(۲۹)الضربات الہندیۃ علی الضلالات النجدیہ (ابن عبدالوہاب نجدی کا نظریاتی تعاقب)

(۳۰)البرکات النبویۃ فی الاحکام الشرعیہ (مسئلہ تکفیر پر انتہائی مفصل کتاب: بزبان عربی)

(۳۱)التحقیقات الجیدۃ لدفع تلبیسات النجدیہ (الملفوظ پر دیابنہ کے اعتراضوں کے جوابات)

(۳۲)الاضافات الجیدۃ علی الصورام الہندیہ (حسام الحرمین کی تصدیقات جدیدہ کا مجموعہ)

(۳۳)مناظرۂ حق وباطل (دیابنہ کے عناصر اربعہ کی کفری عبارات کا مناظرانہ ردوابطال)

(۳۴) دفع الاعتراضات حول المزارات (مقابر صالحین سے متعلق متعدد سوالوں کے جواب)

(۳۵) القول السدید فی الاجتہاد والتقلید (اجتہاد وتقلید کے موضوع پر ایک وقیع تحریر)

(۳۶) البانی کی علمی خیانت (احادیث طیبہ کی تصحیح وتضعیف میں البانی کی علمی خیانتیں)

(۳۷) اسلام امن وشانتی کا مذہب (اسلام میں دہشت گردی کا جواز نہیں)

(۳۸) عمان اعلامیہ: حقائق کے اجالے میں (عمان اعلامیہ کا مفصل رد وابطال)

فضائل ومناقب، تواریخ وسیر

(۳۹) جامع الاصول فی اوصاف الرسول ﷺ (حضور اقدس ﷺ کے فضائل ومناقب)

(۴۰) فیض رسول جاری ہے (عہد حاضر تک حضور اقدس ﷺ کی فیض رسانی کے متعدد واقعات)

(۴۱) فضائل خلفاء راشدین (احادیث کریمہ سے خلفائے راشدین کے فضائل ومناقب)

(۴۲) فضائل اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم (آیات واحادیث سے اہل بیت نبوی کے فضائل)

(۴۳) تاریخ آمد رسول: ۱۲/ ربیع الاول (بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت مصطفوی ہے)

(۴۴) دلیل الطالبین فی احوال المجتہدین (فقہائے اربعہ کے فضائل ومناقب)

(۴۵) البیان الکافی فی حیاۃ الشافعی (امام شافعی علیہ الرحمہ کے فضائل وحالات)

(۴۶) تذکرۂ مجددین اسلام (صدی اول تا صدی چہاردہم مجددین اسلام کا اجمالی تعارف)

(۴۷) کرامات اعلیٰ حضرت (امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کی کرامتوں کا بیان)

(۴۸) مجدد اسلام کے پانچ سو علوم وفنون (امام اہل سنت کے علوم وفنون کا تذکرہ)

(۴۹) کشف الاسرار فی مناقب فاتح بہار (سپہ سالار سید ابراہیم ملک بیا غازی کی تاریخ)

(۵۰) تذکرہ فاتح بہار (سپہ سالار سید ابراہیم ملک بیا غازی کی تاریخ)

(۵۱) التحقیق الکافی فی احوال الشہید الغازی (سوانح حیات مولانا عبد الشکور شمسی شہید گیاوی)

(۵۲) شہدائے ناموس رسالت (ناموس رسالت پر ہند وپاک کے شہدا کی تاریخ)

(۵۳) ارتقاء الاسلام والمسلمین بین فتن الیہود والمسیحیین (اسلام سے متعلق یہودیوں کی سازشیں)

(۵۴) اکابرین ضلالت (ماضی قریب کے گمراہ گروں کے حالات)

(۵۵) تاریخ کیرلا (ریاست کیرلا کی مختصر اور جامع تاریخ)

(۵۶) دوقومی نظریہ اور تقسیم ہند (دوقومی نظریہ کا آغاز، مسلم لیگ اور تقسیم ہند میں عجلت پسندی)

(۵۷) سلطنت مغلیہ کا زوال اور ہندو تحریکیں (برہموسماج، آریہ سماج، ہندومہا سبھا وغیرہ کا بیان)

(۵۸) ہندوستان کی مرکزی حکومتیں (۱۹۴۷ء تا ۲۰۱۸ء ملک کی مرکزی حکومتوں کے حالات)

(۵۹) بابری مسجد اور اجودھیا (تاریخی حقائق وشواہد، تحریکات، انہدام اور مقدمہ کی تفصیل)

(۶۰) مفتی اعظم ہند کے تاریخ ساز کارنامے (تحریک شدھی ونسبندی کی مخالفت ودیگر کارنامے)

(۶۱) آزادی وطن اور ہندوستانی مسلمان (قوم مسلم کے زوال وپسماندگی کے اسباب وعلل)

(۶۲) ہندوستان میں مذہبی قوانین (اقوام ہند کے پرسنل لا کا تاریخی پس منظر وموجودہ حالات)

(۶۳) سلاطین ہند پر خود ساختہ الزامات (ہندوستان کے مسلم سلاطین پر لگائے گئے الزامات)

(۶۴) ہندوراشٹر اور ہندوقوانین (ملک کو ہندوراشٹر بنانے کی سازش اور منوسمرتی کے قوانین)

متفرقات

(۶۵) جنوبی کرناٹک اور حنفی وشافعی اتحاد (ساؤتھ کرناٹکا کی مشترکہ مساجد: مسائل اوران کا حل)

(۶۶) آؤمل کر کام کریں (اتحاد اہل سنت اور رفع اختلافات کے لیے کارآمد تحریروں کا مجموعہ)

(۶۷) اکابرین اہل سنت کے قابل تقلید کارنامے (دینی خدمات، اخلاقیات، افکار ونظریات)

(۶۸) مدارس عربیہ کا نظام تعلیم ونصاب تعلیم (اسلامی مدارس کے نصاب ونظام کی اصلاح کی کوشش)

(۶۹) مستشرقین کے خطرناک عزائم (اسلام ومسلمین سے متعلق اہل مغرب کی سازشیں)

(۷۰) مسنون دعائیں (ابتدائی طلبا وطالبات کے لیے دعائیں، چھ کلمے، طریقہ نماز وغیرہ)

(۷۱) جسم اقدس کا انتقال مکانی ناممکن (حضور اقدس ﷺ کے جسد مبارک کو منتقل کرنے کا رد)

(۷۲) آداب عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حب مصطفوی کی تشریح وآداب وحقوق نبوی)

☆☆☆☆☆

”البرکات النبویۃ فی الاحکام الشرعیہ“ کے رسائل

(۱) دفع الاذیٰ عن حبیب الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم (۲) مقال العرفان فی التصدیق والایمان

(۳) جمع الاقاویل فی احکام التاویل (۴) اقوال المحققین فی ضروریات الدین

(۵) تنقیح الکلام فی قواطع الاسلام (۶) الطامۃ الکبریٰ علی الکفرۃ الفجرہ

(۷) ازالۃ الاوہام عن قلوب الانام (۸) ارشاد الحیران الیٰ فردوس الایمان

(۹) سوط الرحمٰن علیٰ قرن الشیطان (۱۰) السیف العجیب علیٰ شاتم الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

موضوعات رسائل ”البرکات النبویة فی الاحکام الشرعية“

المقدمة :فی بیان فضائل الحبیب صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم

الرسالة الاولیٰ: فی بیان اٰداب حضرة الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم ومالایجوز فی حقه صلی اللہ علیہ وسلم

الرسالة الثانیة: فی بیان اصول التکفیر

الرسالة الثالثة:فی بیان احکام التاویل

الرسالة الرابعة: فی توضیح ضروریات الدین

الرسالةالخامسة :فی تعیین المکفرات وبیان احکام التکفیر

الرسالة السادسة:فی بیان احکام المرتدین الاربع من الدیابنة

الرسالة السابعة:فی بیان احوال حسام الحرمین ودفاع الدیابنة

الرسالة الثامنة:فی دفع ایرادات الدیابنة والمذبذبین وفیه ردخلیل البجنوری

الرسالة التاسعة :فی بیان احکام المبتدعین واحوال الوهابیة والتبلیغیة

الرسالة العاشرة:فی توضیح تکفیرالدهلوی ودفع الایرادات التی تورد علیٰ تکفیره الفقهی

الخاتمة: فی بیان اسباب التالیف وبیان سبب تصدیق جدید لحسام الحرمین

☆☆☆☆☆

باسمہ تعالیٰ وبحمدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الاعلیٰ وجنودہ

اے میری قوم!

ہندوستان میں قوم مسلم کے پس ماندہ حالات کے پیش نظر ایک مضبوط قدم بڑھانے کی ضرورت ہمیشہ محسوس ہوتی رہی۔حکومتیں اس بارے میں چرچا کرتی ہیں اور پھر خاموش ہوجاتی ہیں۔رنگناتھ مشرا کمیشن اور سچر کمیٹی کی سفارشات(Recommendations) پر آج تک عمل نہ ہوسکا۔اس لیے مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے لیے ابتدائی مرحلہ میں درج ذیل امور کو انجام دینے کی کوشش کی جائے،تاکہ مستقبل میں اس کا عمدہ نتیجہ ظاہر ہوسکے۔

(1) گورنمنٹ سروس میں مسلمانوں کا سیلکشن (Selection) بہت مشکل سے ہوتا ہے، اس لیے حکومتی ملازمت کے لیے ان کی صالح رہنمائی کی جائے۔اسی طرح قوم مسلم کو پیشہ ورانہ علوم(Professional Educations) کی طرف متوجہ کیا جائے،تاکہ وہ گورنمنٹ سروس کے محتاج نہ رہیں، بلکہ پرائیویٹ کمپنیوں میں بھی اچھی ملازمت پاسکیں۔

(2)اسمبلی اور پارلیامنٹ میں مسلمانوں کی نمائندگی بہت ہی کم ہے،جس کی وجہ سے ملک بھر میں قوم مسلم سیاسی طور پر بہت کمزور ہے۔تعلیم یافتہ مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دی جائے کہ وہ سیاست میں حصہ لے کر اسمبلی اور پارلیامنٹ تک پہونچنے کی کوشش کریں۔

(3)ان خدمات کو انجام دینے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہندوستان کی ہر ریاست میں جو اردو اخبار(Urdu News Paper) زیادہ مشہور ہو، ہر ماہ ایک دن کے لیے اس کا ایک صفحہ ریزرو(Reserved) کرلیا جائے،اس میں مسلمانوں کو سیاسی ترغیب اور پیشہ ورانہ علوم وغیرہ کی تفصیل پیش کی جائے۔اسی طرح اردو کے مشہور ماہناموں میں بھی ہر ماہ 4،5 صفحات ریزرو کرکے اپنا پیغام پورے ہندوستانی مسلمانوں تک پہونچانے کی کوشش کی جائے۔

(4)اس کام کے لیے ایک مستقل آفس ہو،جس میں چند متحرک قلمکار(Writers) ہوں، جو خود بھی مضامین لکھیں اور ماہرین سے ان موضوعات (Topics) پر مضامین لکھوائیں، اخبارات ورسائل(News Papers & Magazines) سے رابطہ کریں۔ پرنٹ میڈیا(Print Media) اور انٹرنیٹ کے ذریعہ عوام وخواص تک اپنا پیغام(Massage) پہونچانے کی کوشش ہو۔مختلف شہروں میں منعقد ہونے والے اسلامی اجتماعات اور جلسوں میں وقت طلب کرکے تعلیمی وسیاسی بیداری کی کوشش کی جائے: واللہ الہادی وہو المستعان ☆☆☆

زیارت نبوی

امام جلال الدین سیوطی شافعی (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) نے تحریر فرمایا:

﴿قال رجل للشیخ ابی العباس المرسی:یا سیدی!صافحنی بکفک هذه فانک لقیت رجالًا وبلادا-فقال:واللّٰه ما صافحت بکفی هذا الارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم-وقال الشیخ:لوحجب عنی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم طرفة عین،ما عددت نفسی من المسلمین﴾

(الحاوی للفتاویٰ ج۲ص۲۶۰-تنویر الحلک فی رویۃ النبی جہاراًوالملک ص۹)

ترجمہ:ایک شخص نے شیخ ابوالعباس مرسی سے عرض کیا۔یا سیدی! آپ اپنے اس ہاتھ سے مصافحہ فرمائیں،اس لیے کہ آپ نے بہت سے لوگوں اور شہروں کو دیکھا۔آپ نے فرمایا:قسم بخدا!میں نے اپنے اس ہاتھ سے حضور اقدس تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی سے مصافحہ نہ کیا،اور شیخ ابوالعباس مرسی نے فرمایا کہ اگر مجھ سے پلک جھپکنے کی مقدار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار پوشیدہ ہوجائے تو میں اپنے آپ کو جماعت مومنین سے شمار نہ کروں۔